بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

شمارہ 36

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

11 ربیع الاوّل 1447 ہجری قمری ❁ 04 تبوک 1404 ہجری شمسی ❁ 04 ستمبر 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ○

(سورۃ البقرۃ:209)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

استغفار بہت پڑھا کرو
انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

استغفار کلیدِ ترقیات روحانی ہے

ایک شخص نے اپنے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی۔ فرمایا:

’’استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔‘‘

ایک شخص کو استغفار کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ

استغفار کلیدِ ترقیاتِ روحانی ہے۔

قرآن شریف میں مسیح موعود اور اُس کی جماعت کا ذکر

فرمایا: ’’قرآن شریف میں چار سورتیں ہیں، جو بہت پڑھی جاتی ہیں۔ اُن میں مسیح موعود اور اس کی جماعت کا ذکر ہے۔ (۱) سورۃ فاتحہ جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ اس تفسیر میں ثابت کیا جائے گا۔ (۲) سورۃ جمعہ جس میں اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ مسیح موعود کی جماعت کے متعلق ہے۔ یہ ہر جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ (۳) سورۂ کہف جس کے پڑھنے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ اس کی پہلی اور پچھلی دس آیتوں میں دجّال کا ذکر ہے۔ (۴) آخری سورۃ قرآن کی جس میں دجال کا نام خَنَّاس رکھا ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جو عبرانی توریت میں دجّال کے واسطے آیا ہے۔ یعنی نحاش۔ ایسا ہی قرآن شریف کے اور مقامات میں بھی بہت ذکر ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 86، ایڈیشن 2018، قادیان)

اگر انسان عبادت پر دوام اختیار کرے تو دوسری نیکیاں آپ ہی آپ صادر ہونے لگتی ہیں
مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ صرف فرض نمازیں پڑھی جائیں، تہجد اور نوافل کی ادائیگی پر بھی زور دینا چاہیے
اسی طرح دیانت، امانت وفائے عہد، غرباء پروری اور عفت کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک رات میں چالیس ہزار عربی کا مادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھایا گیا۔ اب یہ وہ انقلاب تھا جو آپ کے اندر پیدا ہوا۔ لیکن اگر اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے لڑکے سکول میں پڑھنا چھوڑ دیں اور اس انتظار میں بیٹھ جائیں کہ فرشتہ آئیگا اور ساٹھ ہزار عربی کا مادہ انھیں سکھا دیگا تو انہیں کون عقلمند سمجھے گا؟ انقلاب پیدا نہیں کئے جاتے بلکہ انقلاب خود بخود پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ارتقاء اور انتقال عن الحال الی الحال آہستہ آہستہ اور محنت کے ساتھ ہوتا ہے۔ انقلاب لاکھوں دنوں میں کسی ایک دن آتا ہے۔ باقی سارے دن انتقال کے ہوتے ہیں۔ اور انسان ایک حالت سے دوسری حالت میں بتدریج کوشش اور محنت اور قربانی کے ساتھ پہنچتا ہے۔ یہ انتقال عن الحال الی الحال اور استدراجی تغیر ہمیشہ نوافل اور ذکرِ الٰہی اور کوشش اور جدوجہد کے ساتھ ہوتا ہے۔ انسان جب اپنے نفس کا مطالعہ کرے تو وہ سوچے گا کہ اگر دوسرا شخص مجھے گالی دے تو میں اپنے نفس کو کس طرح روکوں گا۔ وہ ظلم کرے تو میں اُس کے ظلم کو کیسے برداشت کرونگا۔ وہ لغو گفتگو کرے تو میں اپنی زبان کو کس طرح بند رکھوں گا۔ اور جب وہ سوچیگا تو آہستہ آہستہ اس کا نفس کامل بنتا چلا جائیگا۔ اگر اُس میں انقلاب آتا تو پہلے ہی دن وہ تہجد اور دوسرے نوافل پڑھنے لگ جاتا۔ وہ فوراً حرامخوری اور جھوٹ سے بچ جاتا۔ لیکن ایسا اس لئے نہیں ہوتا کہ اُس کا تغیر استدراجی ہوتا ہے اور اسکی ترقی کوشش اور جدوجہد کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ عام طور پر اس کوشش اور جدوجہد کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں توجہ دلائی ہے اور انقلاب کے انتظار میں لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے اندر جو بھی تغیر پیدا ہوگا وہ استدراجی ہوگا اور اس کیلئے کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ اس غرض کیلئے بنیادی طور پر اس امر کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خلوص کے ساتھ عبادت کی جائے اور اس پر دوام اختیار کیا جائے۔ اگر انسان عبادت پر دوام اختیار کرے تو دوسری نیکیاں آپ ہی آپ صادر ہونے لگتی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ صرف فرض نمازیں پڑھی جائیں بلکہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے تہجد اور نوافل کی ادائیگی پر بھی زور دینا چاہیے۔ اسی طرح دیانت، امانت وفائے عہد، غرباء پروری اور عفت کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ان نیکیوں میں حصہ لینے سے انسان اتنا ترقی کر جاتا ہے کہ آخر اُسے ایک نئی روحانی پیدائش حاصل ہو جاتی ہے اور انسانیت اپنے معراجِ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 143 تا 144، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 اگست 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❁ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنا سامان بیچنے کے لئے رکھا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اسے اس مال کے لئے اتنی قیمت دی جاتی رہی ہے، (مگر حقیقت میں اتنی قیمت پیش نہیں کی گئی تھی) اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی پونجی لیتے ہیں۔

❁ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جھوٹا ہو کر اس غرض سے قسم کھائے کہ کسی شخص کا یا فرمایا کہ اپنے بھائی کا مال مارے تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا اور اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں اس بارہ میں یہ آیت نازل کی ہے: وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی پونجی لیتے ہیں ...... ان کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

❁❁❁

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 15 اگست 2025 (مکمل متن)
حضور انور کی خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ایک وفد سے ملاقات
حضور انور کی جماعت احمدیہ کینیڈا کے مبلغین سے آن لائن ملاقات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
تذکارِ مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
پیغام حضور انور بر موقعہ چھتیسواں جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ 2025ء
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا، نکاح، ذکر خیر و مضمون
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سو فیصد خدام کو نمازوں کا عادی بنائیں، باجماعت نماز اگر مسجد میں نہیں بھی پڑھ سکتے تو گھروں میں باجماعت نماز پڑھ لیں، اگر یہ ہی نہیں ہے تو پھر باقی کیا کرنا ہے

تربیت کا بہت بڑا کام ہے، بہت بڑا چیلنج ہے، اسکو اگر آپ نہیں کرینگے تو سارے تباہ ہو جائینگے، انکو یہ ذہن میں ڈال دیں کہ تم لوگوں کا خیال ہے کہ تم دُنیا کما کے ترقی کر جاؤ گے، ہاں! مذہب کو چھوڑ دو، احمدیت سے انکار کر دو، پیچھے چلے جاؤ، پھر ٹھیک ہے، پھر مذہب کو چھوڑ کے جو مرضی کرو، پھر اللہ کا معاملہ انکے ساتھ اگلے جہان میں ہوگا، لیکن اگر یہاں دعویٰ ہے کہ ہم احمدی بھی ہیں اور پھر نمازیں بھی نہیں، عبادت بھی نہیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل بھی نہیں تو پھر دنیا میں بھی سزا مل جاتی ہے اور آخرت میں بھی ملتی ہے☆

تربیت کے دو سے چار عشرے منائیں تا کہ ہر ایک نماز پڑھ سکے، نوجوانوں کو معاشرے کی برائیوں سے بچانے کیلئے ایک جامع منصوبہ بندی کی جانی چاہئے

واقفین نو کو خاص طور پر پیچھے پڑ کر نشوں اور گندی عادتوں سے بچانے کی کوشش کرو

موصیان کو بھی عادت ڈالو کہ وہ نمازوں میں ریگولر ہوں اور قرآن کریم پڑھنے میں ریگولر ہوں اور اس کو سمجھنے میں ریگولر ہوں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ 14 اپریل 2024ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کینیڈا سے آئے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ کے 66/احباب پر مشتمل ایک وفد کو، جن میں ممبران نیشنل مجلس عاملہ اور ریجنل قائدین شامل تھے، اسلام آباد ٹلفورڈ میں قائم mta سٹوڈیوز میں ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضورانور نے دریافت فرمایا کہ شرکائے مجلس میں سے کون اردو نہیں سمجھتا؟ اس پر ایک خادم کو جن کا تعلق ماریشس سے تھا، حضورانور سے بات کرنے کا موقع ملا۔ حضورانور کے استفسار پر انہوں نے عرض کیا کہ وہ بطور معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا اسٹوڈیوز خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور وہ پیشے کے طور پر کنسٹرکشن کے کاروبار میں اپنے والد صاحب کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ حضورانور کے مزید استفسار پر کہ کیا وہ فرنچ، کریول (Creole) اور انگریزی زبان پر عبور رکھتے ہیں؟ موصوف نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ انہیں مکمل اردو تو نہیں آتی البتہ وہ صرف تھوڑی بہت اردو سمجھ سکتے ہیں نیز اظہار کیا کہ جماعت میں کام کرنے کی بدولت انہیں زیادہ سے زیادہ اردو سیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔ حضورانور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ صرف ''تمہارا کیا حال ہے'' کو ہی سمجھتے ہیں؟ اسپر انہوں نے جواب دیا کہ مَیں ٹھیک ہوں۔ اس پر تمام حاضرین مجلس خوب محظوظ ہوئے۔ جس پر حضورانور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ آپ کی اردو زبان کی بلندی ہے۔ جس پر تمام حاضرین ایک مرتبہ پھر محظوظ ہوئے۔

پاکستان سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنیوالے معتمد مجلس نے حضورانور کی خدمت میں اپنے شعبہ کے حوالے سے عرض کیا کہ کینیڈا میں مجالس کی کل تعداد 87 ہے۔ ماہانہ رپورٹ ارسال کرنے والی مجالس کی تعداد کے بارے میں بتایا کہ اوسطاً اسّی فیصد مجالس رپورٹ بھجواتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ تعداد سَو فیصد تک پہنچ جاتی ہے۔

مہتمم اطفال نے حضورانور کی خدمت میں عرض کیا کہ کینیڈا میں اطفال کی کل تعداد 2576 ہے جن میں سے تقریباً ایک ہزار اطفال باقاعدگی سے کلاسز میں شریک ہوتے ہیں۔

مہتمم تربیت نے عرض کیا کہ کینیڈا میں خدام کی کل تعداد 7600 ہے۔ حضورانور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ ان میں سے کتنے باقاعدگی سے جماعتی سرگرمیوں میں شریک ہوتے ہیں؟ اِسپر انہوں نے عرض کیا کہ اجتماعات میں حاضری پچاس فیصد سے زائد ہوتی ہے۔ اسی طرح انہوں نے اجتماعات اور ان کے مقامات کی تفصیلات بھی پیش کیں۔

پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی میں نمایاں کمی کی بابت سنکر حضورانور نے فرمایا جس مذہب میں عبادت نہیں، وہ مذہب ہی نہیں۔ خدام کی ٹریننگ تو یہی ہے کہ آپ لوگ سَو فیصد خدام کو نمازوں کا عادی بنائیں۔ باجماعت نماز اگر مسجد میں نہیں بھی پڑھ سکتے تو گھروں میں باجماعت نماز پڑھ لیں یا کم ازکم اپنی نمازیں پڑھیں۔ اگر وہ ہی نہیں ہے تو پھر باقی کیا کرنا ہے، تبھی تو اُوٹ پٹانگ کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

تربیت کا بہت بڑا کام ہے، بہت بڑا چیلنج ہے، اس کو اگر آپ نہیں کریں گے تو سارے تباہ ہو جائیں گے۔ ان کو یہ ذہن میں ڈال دیں کہ تم لوگوں کا خیال ہے کہ تم دنیا کما کے ترقی کر جاؤ گے۔ ہاں! مذہب کو چھوڑ دو، احمدیت سے انکار کر دو، پیچھے چلے جاؤ، پھر ٹھیک ہے۔ پھر مذہب کو چھوڑ کے جو مرضی کرو۔ پھر اللہ کا معاملہ ان کے ساتھ اگلے جہان میں جا کے ہوگا۔ لیکن اگر یہاں دعویٰ ہے کہ ہم احمدی بھی ہیں اور پھر نمازیں بھی نہیں، عبادت بھی نہیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل بھی نہیں تو پھر دنیا میں بھی سزا مل جاتی ہے اور آخرت میں بھی ملتی ہے۔

تو لوگوں کو سمجھانے کے لیے آپ کو ایسا پلان کرنا پڑے گا۔ بعض لوگ ہوتے ہیں جن کو ہلکی سی بات سے سمجھ آ جاتی ہے جبکہ بعض لوگ ہوتے ہیں جن کو تھوڑا سا گہرائی میں جا کر سمجھانا پڑتا ہے۔ تو گروپ بنائیں کہ کس category میں کون سے لوگ آتے ہیں۔ پھر ان کے لیے پلان کریں کہ کون کون لوگ ہیں جو ان کو approach کر سکتے ہیں، صحیح طرح access ہو اور پھر ان کی تربیت ہو۔ اکیلا آدمی، سیکرٹری تربیت کچھ نہیں کر سکتا، مہتمم تربیت کچھ نہیں کر سکتا یا منتظم تربیت کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ہر علاقے میں ایک ٹیم بنانی پڑے گی، وہ ٹیم بنائیں۔ بہت سارے ایسے لڑکے ہیں جو اچھے بھی ہوتے ہیں، ان کو تربیت کی ٹیموں میں شامل کریں اور ان کو صحیح طرح utilise کریں۔

ایڈیشنل مہتمم تربیت برائے رشتہ ناطہ نے عرض کیا کہ خدام کو درپیش چیلنجوں پر بات کرنے کے لیے تمام ریجنز میں والدین کے ساتھ خصوصی سیشنز کا انعقاد کیا گیا۔ حضورانور نے جماعتی اداروں کے ساتھ مربوط ہم آہنگی اختیار کرنیکی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ لجنہ اماء اللہ اور مجلس انصاراللہ کیساتھ تربیت کا ایک co-ordinated پروگرام بنائیں اور پھر سارے ملکر کام کریں تو پھر کام ہوگا۔ پھر جماعتی تربیت کا شعبہ ہے وہ بھی involve ہو۔ اکیلے اکیلے ہر ایک کی effort کوئی کام نہیں کر سکتی۔

بعد ازاں حضورانور نے مہتمم مال اور ایڈیشنل مہتمم مال کو ہدایت فرمائی کہ صرف پیسے اکٹھے نہ کریں، تربیت بھی تو مقصد ہے۔ تربیت تو دس فیصد کی ہے اور چندہ دینے والے 73 فیصد ہیں۔ پیسے اکٹھے کرنے پر آپ کا زور ہے حالانکہ نمازیں پڑھنے پر زیادہ زور ہونا چاہیے۔ اگر نمازیں پڑھنے والا بندہ ہوگا تو پیسے تو آ جائیں گے۔ اسی لیے تو خدام کہتے ہیں کہ آپ پیسے، چندہ اکٹھا کرنے کیلئے آ جاتے ہیں، نمازوں کا کہنے کے لیے ہمارے پاس نہیں آتے۔ اسی طرح ٹیمیں بنائیں جس طرح چندے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ ایک ڈرائیو ہوتی ہے، ہر سال دو دفعہ عشرہ منایا جاتا ہے، تو اسی طرح سال میں تربیت کے دو سے چار عشرے منائیں تا کہ ہر ایک نماز پڑھ سکے۔

مہتمم صحت جسمانی سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ کتنے خدام باقاعدگی سے ورزش کرتے ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کیا ایسے خدام کی تعداد 1503 ہے جو ورزش میں باقاعدہ ہیں۔

مہتمم خدمت خلق نے حضورانور کی خدمت میں عرض کیا کہ ان کے شعبہ کے تحت چیریٹیز کو فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں۔ پچیس چیریٹی رنز منعقد کروائی گئیں اور اِنسے چار لاکھ کینیڈین ڈالر کی خطیر رقم بطور عطیات اکٹھی ہوئی۔ چیریٹی واکس کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ گزشتہ برس ایک چیریٹی ڈنر کا انعقاد کروایا گیا جس میں بہت سے لوگوں نے حصہ لیا تھا۔

مہتمم مقامی کو حضورانور نے فرمایا کہ نوجوانوں کو معاشرے کی برائیوں سے بچانے کے لیے ایک جامع منصوبہ بندی کی جانی چاہیے۔

معاون صدر برائے وقف نو کو حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ واقفین نو کو خاص طور پر پیچھے پڑ کر نشوں اور گندی عادتوں سے بچانے کی کوشش کرو۔ میں نے کینیڈا میں ہی وقفِ نو کو ایک خطبہ بھی دیا تھا اس کو سامنے رکھتے ہوئے، پوائنٹس بنا کر ہر ایک کو بار بار reminder بھیجتے رہو اور ان کے دل میں ڈالو کہ آپ وقف نو ہیں، کیوں ہیں، کیا ہیں اور کس لیے ہیں۔ ان کو realise ہونا چاہیے۔

معاون صدر برائے مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا اسٹوڈیوز کو حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس کافی اچھی تعداد میں ایسے خدام موجود ہیں جو اچھے پروگرام بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا آپ کو اپنے پروگرام mta کے معیار کے بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

معاون صدر برائے وصیت نے حضورانور کی خدمت میں عرض کیا کہ 1645 خدام موصی ہیں۔ اس پر حضورانور نے تبصرہ فرمایا کہ نماز پڑھنے والوں سے زیادہ موصی ہیں، اس تناظر میں موصی ہونے کے بنیادی مقصد پر سوال اٹھتا ہے، پیسے اکٹھے کرنا تو اصل کام نہیں ہے۔ موصیان کو بھی عادت ڈالو کہ وہ نمازوں میں ریگولر ہوں اور قرآن کریم پڑھنے میں ریگولر ہوں اور اس کو سمجھنے میں ریگولر ہوں، یہ وصیت کا کام بھی ہے۔ صرف 1/10 حصہ دے کے بخشا تو نہیں جانا، باقی کام بھی کرنے ضروری ہیں۔ کم ازکم 160 خدام تو شعبہ تربیت کی لسٹ میں ہونے چاہئیں جو پانچ نمازیں پڑھنے میں ریگولر ہوں۔ قائدین یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی سن رہے ہیں، وہ بھی اس بات کو نوٹ کریں کہ اپنے اپنے علاقوں میں اس طرف توجہ دیں۔ حضورانور نے اس ضمن میں قائدین سے مدد لینے کی بھی ہدایت فرمائی۔

ریجنل قائد ویسٹرن کیلگری ریجن کو حضورانور نے تلقین فرمائی کہ نماز بنیادی چیز ہے لہٰذا کم ازکم سَو فیصد اپنی پنجگانہ نمازوں کا باقاعدگی سے التزام کیا کریں۔

چیئرمین سوشل میڈیا کو حضورانور نے فرمایا کہ رابطہ رکھیں، چھوٹے چھوٹے passages بنا کے سوشل میڈیا پر دیتے رہیں جو تربیتی بھی ہوں۔ تربیت والوں سے بھی لیتے رہیں، ایک ایسی ٹیم بنائیں اور وہ دیتے رہیں تا کہ لوگ پڑھتے رہیں اور ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی ہوتی رہے۔

مہتمم تحریک جدید سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ تحریک جدید میں خدام الاحمدیہ کی کتنی participation ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ گزشتہ برس تحریک جدید کے مالی قربانی کے جہاد میں 5400 خدام نے حصہ لیا۔ حضورانور نے فرمایا کہ 75 فیصد تحریک جدید میں شامل کر لیے حالانکہ نمازوں میں بھی کم

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی مہم روانہ فرمائی اسے یہی ہدایت فرمائی کہ لڑائی میں جلدی نہ کرنا۔ آہستگی اور نرمی اختیار کی جائے اور مقابلہ کرنے سے قبل دعوت اسلام ہو۔ اس کے احکام واضح کیے جائیں تا حجت پوری ہو اور جہاں سے اذان سنائی دے وہاں حملہ نہ ہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سریّہ بنو جَذِیمہ میں ہونے والے واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ کو بہت دکھ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے خالد کو انہیں قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ میں نے تو صرف انہیں اسلام کی طرف دعوت دینے کا کہا تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ خدا کے حضور عرض کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِد کہ اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں

غزوہ فتح مکّہ کے بعد ہونے والے بعض سرایا کی روشنی میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 اگست 2025ء بمطابق 15 ظہور 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۞ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۞ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۞ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۞

گذشتہ جمعہ میں نے تین بڑے بتوں کو مسمار کرنے کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کی مزید تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ ایک سریہ حضرت سعد بن زید اَشْہَلِیؓ کا تھا جو رمضان آٹھ ہجری میں مَنَاۃ کی طرف بھیجا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس رمضان کو حضرت سعد بن زید کو مناۃ بت کے انہدام کے لیے بھیجا تھا۔ اسے بحیرہ احمر کے ساحل پر قُدید کے قریب مُشَلَّل کے مقام پر نصب کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو سریہ مُشَلَّل بھی کہا جاتا ہے۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 490-491 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (بخاری کتاب التفسیر، باب ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ حدیث 4861)

(من معارک الاسلام الفاصلۃ از باشمیل جلد 9 صفحہ 12 المکتبۃ الشاملۃ)

حضرت سعد بن زید اَشہلیؓ بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں ایک مجاور بھی تھا۔ مجاور نے حضرت سعدؓ سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مَنَاۃ کا گرانا۔ اس نے کہا کہ تم اور یہ کام؟ یعنی یہ ناممکن ہے کہ یہ تمہارے سے ہو سکے۔ حضرت سعدؓ اس بت کی طرف بڑھے۔ پتہ نہیں حقیقت ہے یا بعض دفعہ رنگ دینے کے لیے بیان کر دیتے ہیں۔ بہرحال راوی نے بیان کیا ہے کہ اس وقت ایک برہنہ سیاہ رنگ اور پراگندہ بالوں والی عورت کمرے سے باہر نکلی اور مجاور نے اپنے بت کو کہا کہ اے مناۃ! اپنا غضب بھیج۔ کہتے ہیں حضرت سعد بن اَشہلیؓ نے اسے یعنی اس مجاور کو قتل کر دیا۔ اگر یہ قتل کی روایت صحیح ہے تو ممکن ہے مجاور نے مقابلہ کی کوشش کی ہو اور مقابلہ میں مارا گیا۔ صرف بددعا دینے پر قتل کرنا یہ تو اسلامی تعلیم ہی نہیں ہے۔ صحیح بھی نہیں لگتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی ہدایات کے بھی خلاف ہے۔ بہرحال پھر آپ اور آپ کے ساتھی بت کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے توڑ دیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 111، 112 سریۃ سعد بن زید الاشہلی الی مناۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 490، 491 باب ہدم مناۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1996ء)

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناۃ کی طرف ابوسفیان بن حرب کو روانہ کیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کام حضرت علیؓ نے کیا تھا۔ البتہ واقدی اور ابن سعد کی رائے کے مطابق حضرت سعد بن زیدؓ نے اس کو مسمار کیا تھا۔ (بحوالہ اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 208 دار السلام) اور باقی روایت بھی اگر واقدی کی ہے تو ہو سکتا ہے اس نے بعض باتیں زائد بھی کر دی ہوں۔

سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ بطرف نخلہ۔

یہ پچیس رمضان 8 ہجری/ جنوری 629ء میں ہوا۔ پچیس رمضان المبارک کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس افراد پر مشتمل ایک دستہ حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں نخلہ کی طرف روانہ فرمایا تا کہ وہاں قریش کا معروف بت جس کا نام عُزّیٰ تھا اس کو گرا دیا جائے۔ نخلہ وادی مکہ کے مشرق کی جانب ایک دن کی مسافت پر مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ یہ نخلہ کے مقام پر ایک گھر تھا جس کے نگران و نگہبان بَنُو شَیْبَان تھے۔ یہ بنو ہاشم کے حلیف تھے۔ یہاں عُزّیٰ قریش کا سب سے بڑا بت تھا۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ اس کا گھر تین کیکر کے درختوں پر مشتمل تھا۔ یعنی ارد گرد اس کے کیکر کے درخت لگے ہوئے تھے، بیچ میں گھر تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب عُزّیٰ کے مجاور کو حضرت خالد کی آمد کا علم ہوا تو وہ بت پر تلوار لٹکا کر خود پہاڑ پر چڑھ گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے عُزّیٰ! خالد پر ایسا شدید حملہ کر جو کچھ بھی باقی نہ چھوڑے۔ جنگی نقاب پہن اور آستین چڑھا۔ اے عُزّیٰ! اگر تم اس شخص خالد کو قتل نہ بھی کر تو اسے جلد واقع ہونے والے گناہ کا مستحق بنا دے یا اس سے اس کا انتقام لو۔ حضرت خالدؓ نے نخلہ پہنچتے ہی کیکر کے درختوں کو کاٹا اور اس گھر کو مسمار کیا جس میں عُزّیٰ بت تھا۔ پھر واپس مکہ آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے وہاں کوئی خاص چیز دیکھی تھی۔ حضرت خالد نے نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تو تم نے عُزّیٰ کو ختم نہیں کیا۔ واپس جاؤ اور اس کا قلع قمع کر کے آؤ۔ اس حکم کے سنتے ہی حضرت خالد تعمیل حکم کے لیے فوراً پلٹے۔ جب نگرانوں نے دوبارہ حضرت خالد کو دیکھا تو وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اے عُزّیٰ! انہیں ہلاک کر دے۔ اس بت خانے میں سے ایک بکھرے بالوں والی سیاہ رنگ (یہاں بھی انہوں نے عورتیں رکھی ہوں گی) وہ نکلی اور حضرت خالدؓ اس وقت یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ وہ شعر عربی میں یہ تھا۔

یَا عُزَّ کُفْرَانَکِ لَا سُبْحَانَکِ إِنِّیْ رَأَیْتُ اللّٰہَ قَدْ أَھَانَکِ

اے عُزّیٰ! میں تیرا انکار کرتا ہوں۔ تیری پاکیزگی بیان نہیں کرتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ نے تجھے رسوا کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے واپس پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ روئیداد پیش کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نَعَمْ، تِلْکَ الْعُزّٰی، وَ قَدْ یَئِسَتْ أَنْ تُعْبَدَ بِبِلَادِکُمْ أَبَدًا۔ ہاں یہ وہ عُزّیٰ ہے جو مایوس ہو گئی ہے کہ تمہارے شہروں میں اس کی اب کوئی بھی پرستش نہ ہوگی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 760-761 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن صفحہ 299 زوار اکیڈمی کراچی)

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 487 تا 490 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 203 تا 208 دار السلام)

پھر سریہ حضرت عمرو بن عاصؓ بطرف سُوَاع کا ذکر ہے۔ یہ بھی رمضان آٹھ ہجری میں ہوا۔ عُزّیٰ بت کے انہدام کی مہم کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو سُوَاع بت کے قلع قمع کی خاطر بھجوایا۔ آپؓ کے ساتھ کچھ ساتھی بھی تھے مگر ان کی تعداد مذکور نہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ عمرو بن العاص الی سواع، جلد 2 صفحہ 111 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جلد 3 صفحہ 490 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سُوَاع مدینہ سے مغربی جانب ساحل سمندر پر رُہَاط میں بنی ھُذَیل کا بت تھا اور یہ جگہ مکہ سے تین میل کی مسافت پر تھی۔ اس بت کی شکل ایک عورت کی تھی اور لوگ اس کی تعظیم کے ساتھ ساتھ اس کا طواف بھی کرتے تھے۔ اس کے مجاور بَنُو لَحْیَان تھے جو ھُذَیل ہی کی ایک شاخ ہے۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 136 زوار اکیڈمی کراچی) (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جلد 3 صفحہ 490 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 9 صفحہ 210 دار السلام)

قرآن کریم میں کچھ بتوں کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے اس میں اس بت کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ سورت نوح میں آتا ہے: وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِہَتَکُمۡ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۬ۙ وَّ لَا یَغُوۡثَ وَ یَعُوۡقَ وَ نَسۡرًا (نوح: 24) اور انہوں نے کہا ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ وَدّ کو چھوڑو اور نہ سُوَاع کو اور نہ ہی یَغُوث اور یَعُوق اور نَسر کو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ بت جو کہ قومِ نوح میں تھے وہ بعد میں عربوں میں آگئے اور وَدّ جو بت تھا وہ کَلب قبیلہ کا تھا جو دُومۃ الجندل میں آباد تھا اور جو سُوَاع تھا وہ ھُذَیل قبیلہ کا تھا اور یَغُوث مُراد قبیلے کا تھا۔ پھر وہ بنو غُطَیف کا ہو گیا جو سَبَا شہر کے پاس جُرُف میں رہتا تھا اور جو یَعُوق تھا وہ ہمدان قبیلے کا تھا اور جو نسر تھا وہ حُمَیرْ کا تھا جو ذِی الْکَلَاع کی اولاد تھی۔ دراصل یہ سب ان چند نیک آدمیوں کے نام ہیں جو حضرت نوح کی قوم میں سے تھے۔ جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ ڈالا کہ ان جگہوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے بت کھڑے کردو اور ان کے ناموں پر ان کے نام رکھو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان آدمیوں کو نہیں پوجا جاتا تھا مگر جب وہ ہلاک ہو گئے اور اصل معلومات نہ رہیں تو ان بتوں کو پوجنا شروع کر دیا یا ان کے نمونے بنا کے، ان کے نام بنا کے پوجنا شروع کر دیا۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب وَدًّا ولا سواعاً...... حدیث 4920، مترجم حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، جلد 12، صفحہ 293، 294)

حضرت عمرو بن عاصؓ جب رُھاط کے مقام پر سُوَاع کے پاس پہنچے تو وہاں انہیں اس کا مجاور ملا۔ آپ نے اسے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس بت کو توڑنے کے لیے آئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ تم اسے توڑنے پر ہرگز قادر نہیں ہو گے۔ آپ نے وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ تم بہرحال روک دیے جاؤ گے۔ آپ نے کہا تم پر افسوس۔ کیا یہ سن سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے؟ پھر آپ نے آگے بڑھ کر اسے توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اس کوٹھڑی کو بھی مسمار کر دیں جو اس کے ساتھ بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسے بھی مسمار کر دیا۔ پھر آپ نے اس مجاور سے پوچھا اب بتاؤ؟ اس نے اپنے معبود کا یہ حال دیکھا تو فوراً بول اٹھا۔ میں اللہ کی اطاعت کرتا ہوں اور اسلام قبول کرتا ہوں۔ (الطبقات الکبریٰ جزء 2 صفحہ 111 باب سریہ عمرو بن العاص الی سُواع، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(شرح العلامۃ الزرقانی جلد 3 صفحہ 490 باب ھدم مناۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 210 دار السلام)

اس حوالے سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ پہلے مجاور کو یا کسی کو قتل کرنے کا جو قصہ بیان ہوا ہے وہ بہرحال محل نظر ہے۔

سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ بطرف بنوجَذِیمہ یہ بھی شوال 8 ہجری کا ہے۔ فتح مکہ کے بعد جب حضرت خالد بن ولیدؓ عُزّٰی بت کو گرا کر واپس تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوجَذِیمہ کی طرف بھیجا۔ یہ قبیلہ بنو کِنانہ کی شاخ تھا جو مکہ کے قریب یَلَمْلَمْ کی جانب آباد تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کو فرمایا: اس قبیلے کو اسلام کی دعوت دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ان سے جنگ نہیں کرنی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصولی ارشاد ہمیشہ سے تھا اور یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جنگ نہیں کرنی۔ حضرت خالد بن ولید مہاجرین و انصار اور بنوسُلیم کے تین سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 112 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جب حضرت خالدؓ وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ حملہ آور ہوں۔ حضرت خالد نے ان لوگوں سے کہا کہ ہتھیار رکھ دو۔ لوگ تو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ خالد کی یہ بات سن کر ان میں سے ایک شخص جَحْدَم نام کا کھڑا ہوا اور اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے بنوجَذِیمہ! ہتھیار نہ رکھنا۔ یہ خالد ہے۔ ہتھیار رکھنے کے بعد تم لوگوں کو گرفتاری اور موت کا سامنا کرنا ہوگا اس لیے میں تو ہتھیار نہیں رکھوں گا۔ اس پر باقی لوگوں نے جَحْدَم کو سمجھایا کہ کیوں تم ہمارا خون کروانے پر تلے ہوئے ہو۔ ہتھیار رکھ دو۔ اور لوگ اس کو سمجھاتے رہے یہاں تک کہ اس سے ہتھیار لے لیے۔ ہتھیار پھینک دینے کے بعد ان لوگوں کو قید کر لیا گیا۔ یہ بھی روایت میں ہے۔ اور ہر مسلمان کو ایک ایک دو دو قیدی دیے گئے اور رات بھر یہ قید میں رہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 755 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 215 دار السلام)

شاید اس لیے قید کیا کہ انہوں نے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی نیت کا پتہ نہیں تھا۔ بہرحال ایک روایت کے مطابق جب حضرت خالدؓ وہاں پہنچے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے اَسْلَمْنَا کہنے کی بجائے یہ کہنا شروع کیا کہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہ ہم نے دین چھوڑ دیا۔ ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔ اس پر حضرت خالد کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبیؐ خالد بن الولید...... روایت 4339) یہ تاویل پیش کی جاتی ہے۔

ابن سعد نے بیان کیا کہ جب خالد ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم کس دین پر ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں، نماز پڑھتے ہیں وغیرہ۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ پھر تم نے ہتھیار کیوں اٹھا رکھے ہیں؟ وہ بولے کہ ہمارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان دشمنی چلی آرہی ہے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ وہی دشمن قوم ہے اس لیے ہتھیار پکڑ لیے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 صفحہ 112 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اگر اس کی کوئی توجیہ دینی بھی ہے تو اس کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالدؓ محتاط ہو گئے اور ان کے دل میں ان کے متعلق کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے۔ بہرحال روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیدی نماز بھی پڑھتے تھے اور مسلمان بھی دکھائی دیتے تھے لیکن عین ممکن ہے کہ ان قیدیوں میں سے کچھ قیدی ایسے ہوں گے جیسے خود جَحْدَم اور اس کی ہاں میں ہاں ملانے والے جو سرکشی کا مظاہرہ کرنے والے تھے اور حضرت خالدؓ ان کی طرف سے مطمئن نہیں ہو رہے تھے اور کچھ صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہنے نے حضرت خالد کو چوکنا کر دیا۔ اس لیے انہوں نے ایک رات کے آخری پہر میں یہ فتویٰ دے دیا کہ ان قیدیوں کو قتل کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس پر کچھ مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کو قتل کر دیا لیکن مہاجرین اور انصار کے گروہ نے جو پرانے مسلمان تھے انہوں نے خالد کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا اور اپنے قیدیوں کو قتل نہیں کیا۔ انصار کے سردار ابواُسَید ساعدی حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ یہ مسلمان ہیں۔ ان کو قتل کرنا درست نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ نے بھی حضرت خالدؓ کی رائے سے اتفاق نہ کیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو اپنے اپنے قیدی قتل کرنے سے منع کیا۔ ان رہا ہونے والے قیدیوں میں سے ایک قیدی نے مدینہ پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صورتحال بیان کی تو آپ نے پوچھا کہ کسی نے خالد کی بات سے اختلاف نہیں کیا یا روکا نہیں؟ اس نے بتایا کہ ایک سفید رنگت والا درمیانی قد کا شخص تھا اور ایک لمبے قد کا شخص تھا اور ان دونوں نے خالد سے بات کی تھی اور ایک نے ذرا تیز لہجے میں بات کی تھی۔ حضرت عمرؓ اس وقت مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ حضور ایک تو میرا بیٹا عبداللہ تھا یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ لمبے قد کے اور دوسرا سالم مولیٰ ابوحذیفہ تھا۔

(ماخوذ از اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 215 تا 217 دار السلام)

(ماخوذ از السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 756 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس سارے واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ کو بہت دکھ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خالد کو انہیں قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ میں نے تو صرف انہیں اسلام کی طرف دعوت دینے کا کہا تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ خدا کے حضور عرض کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ کہ اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اسی طرح آپ نے خالد بن ولید سے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ کیوں اتنی جلد بازی سے کام لیا گیا۔ اچھی طرح تحقیق کرنی چاہیے تھی۔

(ماخوذ از اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 217 دار السلام) (صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث النبیؐ خالد...... حدیث: 4339)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بنوجَذِیمہ کی طرف ان کے مقتولین کی دیت ادا کرنے اور سارے معاملے کی تحقیق کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے وہاں جا کر تمام مقتولین کے ورثاء کو خون بہا ادا کیا اور ان کے جو اموال مسلمانوں نے لیے تھے وہ سب انہیں واپس دیے یہاں تک کہ لکڑی کا وہ برتن بھی واپس کیا جس میں کتا پانی پیتا تھا۔ سب کو دیت وغیرہ کی رقوم دینے کے بعد حضرت علیؓ کے پاس کچھ مال بچ گیا تو آپ نے بنو جَذِیمَہ کے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص رہ گیا ہو جس کے کسی نقصان کا ازالہ نہ ہوا ہو۔ سب نے کہا کہ نہیں۔ پھر حضرت علیؓ نے اس پر بچا ہوا مال بھی انہی لوگوں کو دے دیا اور کہا کہ میں یہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور احتیاط دے رہا ہوں تا کہ اس ممکنہ نقصان کا بھی ازالہ ہو جائے جسے نہ اللہ کا رسول جانتا ہے اور نہ تم جانتے ہو۔ حضرت علیؓ واپس تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ساری رپورٹ پیش کی اور یہ بھی بتایا کہ ان کی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی ان کو لوٹا دی گئی ہے اور باقی بچا ہوا مال بھی ان کو دے دیا ہے تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور حضرت علیؓ سے فرمایا: أَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ۔ تو نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا۔ اس واقعہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب بھی دیکھا تھا جس کا سیرت ابن ہشام میں ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نے حَیس جو کھجور پنیر اور گھی سے ملا ہوا ایک کھانا ہے۔ اس کا ایک لقمہ لیا تو مجھے اس کا ذائقہ لذیذ لگا لیکن جب میں نے اس کو نگلا تو اس کا کچھ حصہ میرے حلق میں پھنس گیا۔ پھر علی نے ہاتھ ڈال کر اس کو نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی تعبیر کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کے بھیجے ہوئے سرایا میں سے ایک سریہ ہے جسے آپؐ روانہ کریں گے۔ اس کی کچھ چیزیں تو آپ کو پسند آئیں گی اور کچھ قابل اعتراض ہوں گی۔ پھر آپ علی کو روانہ کریں گے اور وہ اس میں آسانی کر دیں گے یعنی معاملہ کو درست کر دیں گے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 756 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح مسلم مترجم از وحید الزمان جلد 3 صفحہ 152)

چنانچہ اس سریہ کے واقعہ سے یہ خواب پورا ہو گیا۔ بخاری کے شارح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو جماعت کے معروف بزرگ بھی ہیں۔ انہوں نے بخاری کی شرح لکھی ہے۔ اس سارے واقعہ اور

ارشاد باری تعالیٰ

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ ﴿سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ:۳﴾

اللہ! اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔

طالب دعا: بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝

﴿سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ:۶﴾

یقیناً اللہ وہ ہے جس پر کوئی چیز زمین میں ہو یا آسمان میں ہو چھپی نہیں رہتی۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

روایات کا تجزیہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونوں میں اس مہم کا ذکر ہے کہ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں کچھ دستے بھیجے تاکہ متعدد قبائل کی طرف سے ان کی اسلام کی طرف رغبت معلوم کی جائے۔ یہ نہیں کہ زبردستی مسلمان بنایا جائے۔ چنانچہ آپ کا حضرت خالد بن ولید کو بنو جَذِیْمَہ کی طرف بھجوانا بھی اسی غرض سے تھا۔ طبقات ابن سعد میں اس امر کی ان الفاظ سے صراحت ہے کہ بَعَثَهُ إِلَى بَنِيْ جَذِيْمَةَ دَاعِيًا إِلَى الْإِسْلَامِ وَلَمْ يَبْعَثْهُ مُقَاتِلًا کہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساڑھے تین سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو شوال آٹھ ہجری میں بنو کِنانہ کے قبیلہ بنو جَذِیْمَہ کے پاس بھیجا جو مکہ کے قریب یَلَمْلَم کے اطراف میں آباد تھا اور انہیں وہاں لڑنے کے لیے نہیں بلکہ دعوت اسلام کی غرض سے بھیجا تھا۔ یہ قبیلہ اسلام کی طرف راغب تھا۔ اس مہم کا نام یوم الغُمَیْصَاء بھی ہے۔ غُمَیْصَاء سے مراد چشمہ سے نکلنے والا پانی ہے۔ مکہ مکرمہ کے قریب بادیہ میں یہ ایک مقام تھا جہاں بنو جَذِیْمَہ رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اس روایت کے راوی ہیں اس مہم میں موجود تھے۔ ان کے بیان میں اختصار ہے۔ ابن اسحاق نے واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو جَذِیْمَہ کے ایک مخصوص حصے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اکثر مسلمان ہو چکے تھے۔ منکرین اسلام مسلح ہو کر لڑنے لگے جس کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کا مقابلہ کیا اور شکست ہونے پر وہ قید کیے گئے۔ ان میں سے بعض اپنے آپ کو نرغے میں دیکھ کر صَبَأْنَا صَبَأْنَا کے الفاظ سے اپنے اسلام کا اظہار کرنے لگے۔ صَبَأْنَا کے معنی ہیں ہم صابی ہو گئے یعنی اپنا دین تبدیل کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں لفظ صابی سے طنزاً پکارے جاتے تھے اور لوگوں کو اس لفظ سے نفرت دلائی جاتی تھی کہ انہوں نے اپنا دین بدل لیا ہے۔ بہرحال لڑنے والوں نے واضح طور پر اور انشراح سے اسلام قبول کرنے کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ وہ صَبَأْنَا کا لفظ استعمال کرنے لگے۔ اس فقرے سے وہ اپنے آپ کو لڑائی میں قتل سے بچا نہ سکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے پیغام پر اپنے قیدی قتل نہیں کیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا جس پر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیزاری اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ابن اسحاق اور ابن سعد کے بیان میں ہے کہ مجاہدین میں بنو سُلَیم اور مُدْلِج قبیلے کے جنگجو بھی شامل تھے جو بنو جَذِیمہ کی طرح بنو کِنانہ کی ایک شاخ تھے اور جَذِیمہ کو اس سے پہلے کسی جنگ میں نقصان پہنچا چکے تھے۔ جب بنو جَذِیمہ نے بنو سُلَیم اور مُدْلِج کو مجاہدین اسلام کے لشکر کے ساتھ دیکھا تو وہ ان سے مقابلہ کرنے کے لیے مسلح ہو گئے۔ حضرت خالد نے ان سے کہا کہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں تو یہ لڑائی کس لیے؟ ہتھیار ڈال دو۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جَحْدَم نامی سردار نے انہیں مشورہ دیا کہ ہتھیار نہ ڈالنا ورنہ قتل و قید ہو گے۔ قوم کے بعض لوگوں نے اسے روکا اور کہا کہ خونریزی کیوں کراتے ہو۔ لوگ تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ابن ہشام کی روایت سے پایا جاتا ہے کہ ان قبائل بنی کنانہ کے درمیان بعض خونریزیوں کے انتقام کا سوال بھی تھا جس کی وجہ سے بعض لڑے اور مارے اور قید کیے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنو سُلَیم کے جنگجو لوگوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے فتویٰ پر اپنے بعض قیدی کسی دیرینہ انتقام میں قتل کر دیے اور ان کے اظہار اسلام کو نفاق پر محمول کیا لیکن مہاجرین اور انصار نے خالد کا یہ فتویٰ قبول نہیں کیا اور اپنے قیدی مذکورہ بالا الفاظ سے اظہارِ اسلام پر آزاد کر دیے۔ انہوں نے قتل کرنے کی بجائے انہیں آزاد کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ واضح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بیان مندرجہ روایت سے بھی ظاہر ہے کہ اسیروں کے قتل کرنے کے متعلق حضرت خالد بن ولیدؓ کا حکم نہ تھا بلکہ ایک فتویٰ تھا جس سے صحابہ کرامؓ کی اکثریت نے اتفاق نہیں کیا۔ اگر حکم ہوتا تو سب اس کو مانتے اور کوئی اس سے اختلاف نہ کرتا لیکن فتویٰ دینے میں حضرت خالدؓ سے بعض وجوہ سے غلطی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خالد کی اس مذکورہ غلطی سے شدید صدمہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلافی کے لیے حضرت علیؓ کو بھیجا جنہوں نے جا کر ایک ایک بچے کا خون بہا ادا کیا یہاں تک کہ جن کے کتے بھی مارے گئے تھے ان کے کتوں کا بھی خون بہا دیا گیا۔ سیرت ابن ہشام میں یہ لکھا ہے اور علاوہ واجبی دیت کے ان کو مزید رقم بھی دی۔ امام باقرؒ نے بھی حضرت علی کے ذریعہ تلافی نقصان کرنے کا ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد لڑائی میں انہیں قتل اور قید کرنے لگے۔ اس سے مراد یہ نہیں تھی کہ ہتھیار ڈالنے پر بھی انہیں قتل کرنے لگے۔ ابن سعد نے اس تعلق میں جو روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے ایک روایت بحوالہ ابن اسحاق حضرت ابنِ ابی حَدْرَدْ اسلمیؓ کی ہے وہ اس رسالے میں، اس فوج میں موجود تھے۔ ابن سعد کے بیان سے ظاہر ہے کہ بعض نے لڑائی کی اور یہ ذکر بھی ہے کہ بنو جَذِیمہ کو مسلح دیکھ کر حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا۔ مَا بَالُ السِّلَاحِ عَلَيْكُمْ ؟ کیا بات ہے تم ہتھیار اٹھائے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان اور بعض عرب قبائل کے درمیان پرانی دشمنی ہے سو ہم اس بات سے ڈرے کہ تم وہی لوگ ہو اس لیے ہم ہتھیار بند ہو گئے۔ حضرت خالد نے انہیں قید کرنے کے لیے حکم دیا۔ ان کے بازو جکڑے گئے اور انہیں اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

امام ابن حجر نے یہ حوالہ نقل کر کے لکھا ہے کہ لڑنے والوں نے لڑائی کے بعد اپنے آپ کو سپرد کیا۔ امام بخاری کی روایت میں اختصار ہے اور کتاب مغازی کی روایت میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان میں بھی واضح ارتباط نہیں ہے البتہ اس سے مجملاً معلوم ہوتا ہے کہ جو جھڑپ اس تبلیغی مہم کے دوران ہوئی ہے اس میں زمانہ جاہلیت کی کسی خونریزی کا دخل ضرور تھا۔ محض لفظ صَبَأْنَا سے متعلق اختلاف رائے پر بعض قیدیوں کو قتل کیا جانا بعید از عقل ہے خصوصاً جب مہاجرین و انصار برملا فتویٰ مذکورہ بالا کے خلاف تھے۔ خطابی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فقرے سے کہ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ ظاہر ہے کہ آپ نے فیصلہ میں حضرت خالد کی جلد بازی اور لفظ صَبَأْنَا سے متعلق عدم تحقیق کو برا منایا۔ حضرت خالد کا فرض تھا کہ وہ پوری طرح معلوم کر لیتے کہ لفظ صَبَأْنَا کہنے والوں کی اس سے کیا مراد ہے۔

امام باقر کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جائیں اور جاہلیت کی بات اپنے قدموں میں مسل دیں۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے ایک ایک کی دیت دی۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ دیرینہ کینہ و بغض و انتقام واقعہ قتال کے پیچھے کارفرما تھا جو آپ نے کہا کہ ماضی کی باتوں کو مسل دو تو آپ کو پتہ لگ گیا تھا کہ کوئی پرانا کینہ ہے ان کے دلوں میں اور وہی قتل کی وجہ بنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی مہم روانہ فرمائی اسے یہی ہدایت فرمائی کہ لڑائی میں جلدی نہ کرنا۔ آہستگی اور نرمی اختیار کی جائے اور مقابلہ کرنے سے قبل دعوت اسلام ہو۔ اس کے احکام واضح کیے جائیں تا حجت پوری ہو اور جہاں سے اذان سنائی دے وہاں حملہ نہ ہو۔

مذکورہ بالا واقعہ میں خود قبیلہ بنو جَذِیمہ کی طرف سے اسلام قبول کرنے کا پیغام پہنچا تھا جس پر مذکورہ بالا مہم اس صراحت کے ساتھ روانہ کی گئی کہ اس سے مقصود دعوت اسلام ہے لڑائی نہیں۔ چنانچہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید بنو جَذِیمہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا مسلمان۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانا ہے۔ اپنے آنگنوں میں مسجدیں بنائی ہیں اور ان میں اذانیں دی ہیں۔ حضرت خالد نے پوچھا۔ پھر یہ ہتھیار کیسے؟ انہوں نے کہا ہمارے اور عربوں کی ایک اَور قوم کے درمیان عداوت ہے ہمیں اندیشہ ہوا کہ تم لوگ وہی نہ ہو۔ مذکورہ بالا وضاحت کے بعد ان کے ساتھ جنگ کسی صورت میں جائز نہیں تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یَلَمْلَم کے اطراف میں قیام کے اثناء قدیمی عداوت کی چنگاری سلگی ہے جس سے ایک فریق کے ساتھ لڑائی کی صورت پیدا ہوئی اور اس کے بعد جنگجو افراد کی طرف سے صَبَأْنَا سے اظہار اسلام کرنے پر ان کی جان بخشی نہیں ہوئی اور حضرت خالد بن ولیدؓ امیر جیش (جو امیر لشکر تھے) ہونے کی وجہ سے زیر عتاب آئے۔ ابن ہشام نے حضرت خالدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے اختلاف اور آپس کی ناراضگی کا بھی ذکر کیا ہے جو اس موقع پر دونوں کے درمیان ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ان سے کہا۔ عَمِلْتَ بِأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فِي الْإِسْلَامِ کہ آپ نے اسلام میں جاہلیت والی بات کی ہے تو حضرت خالد نے انہیں جواب دیا۔ إِنَّمَا ثَأَرْتَ بِأَبِيكَ۔ تُو نے مجھے یہ بات کہہ کے اپنے باپ کا انتقام لیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا یہ درست نہیں کیونکہ میں اپنے باپ کے قاتل کو مار کر بدلہ لے چکا ہوں لیکن آپ نے اپنے چچا فَاكِهُ بن مُغِیرہ کا بدلہ لیا ہے۔ اس جھگڑے سے دونوں ایک دوسرے سے بگڑے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ناراضگی کا علم ہوا تو آپ نے خالدؓ سے فرمایا: میرے صحابہ سے متعلق ایسا خیال نہ کرو۔ بخدا! (یہ جو ابتدائی صحابہ تھے) اگر اُحد جتنا سونا بھی تمہیں مل جاتا اور وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو بھی میرے صحابہ میں کسی شخص کا مقام نہیں پا سکتے جو انہیں صبح و شام ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کی یہ روایت بھی موجود ہے اور اس میں ذکر ہے کہ فَاكِهُ بن مغیرہ مخزومی، عوف بن عبدِ عوف زُہری اور عَفّان بن ابی العاص یمن کی طرف تجارت کی غرض سے گئے اور واپسی پر ایک جَذِیمی شخص کا مال جو یمن میں مر گیا تھا لائے تا اس کے وارثوں کو دیا جائے۔ بنو جَذِیمہ کا ایک شخص خالد بن ہشام راستے میں ان سے ملا اور جب اسے جذیمی شخص کی موت کا علم ہوا تو اس نے کہا کہ وہ اس مال کا حقدار ہے۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا۔ اس پر آپس میں لڑائی ہو گئی اور لڑائی میں عوف بن عبدعوف اور فَاكِهُ بن مغیرہ دونوں مارے گئے اور عفان بن ابی العاص اور ان کا بیٹا عثمان بچ نکلے اور انہوں نے فَاكِهُ بن مغیرہ اور عوف بن عبدعوف کا مال لے لیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے موقع پا کر خالد بن ہشام کو قتل کر کے اپنے باپ عوف کا انتقام لے لیا۔ قریش بھی اس واقعہ سے سخت طیش میں تھے اور انہوں نے قبیلہ بنو جَذِیمہ پر حملہ کر کے اپنے مقتولین اور مالی نقصان کا بدلہ لینا چاہا تو بنو جَذِیمہ نے کہا کہ تمہارے آدمیوں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے

(الترغیب والترھیب)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے

(الترغیب والترھیب)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

کا قتل ایک انفرادی واقعہ ہے۔ اس میں ہمارے ارادے کا دخل نہیں اور ہمیں ان کا علم نہیں تھا۔ ہم مقتولین اور مالی نقصان کا معاوضہ دے دیں گے۔ قریش نے ان کی معذرت اور تجویز قبول کر لی۔ یہ سیرت ابن ہشام میں مروی ہے۔

بہرحال یہ واقعات ہیں جو پس منظر ہے بعض چیزوں کا کہ کیوں دشمنیاں تھیں۔ دشمنیوں کی وجہ بننے میں یہ بھی ایک واقعہ اس میں لکھا ہے اور واقعہ کا یہ پس منظر ہے جس کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ محل اعتراض بنے اور صحابہ اسی وجہ سے حضرت خالد کے فیصلہ کے متعلق مطمئن نہ تھے۔ بہرحال حضرت خالد کی طرف سے کسی قسم کا عذر بنایا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ صرف دعوت اسلام کی غرض سے بھیجے گئے تھے جس میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں تھا اور صحابہ کرام کی اکثریت نے انہیں نیک مشورہ دیا تھا اور جو قبول نہیں ہوا اور بنو سُلَیم کو راتوں رات اپنے قیدی قتل کرنے کا موقع مل گیا۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں حضرت خالد بن ولید کا یہ عذر نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں لوگوں کا انکار دیکھ کر حضرت عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی کے مشورہ پر ان سے جنگ کی۔ اس بارے میں ابن اسحاق کے یہ الفاظ ہیں کہ بعض لوگ جو حضرت خالد کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی نے آپ سے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔ یہ عذر درست نہیں کیونکہ امیر خالد تھے نہ کہ عبداللہ بن حذافہ سہمی۔ خواہ یہ غلطی عمداً ہوئی ہے یا تاویلاً بہرحال امیر لشکر اس غلطی کا ذمہ دار تھا خصوصاً جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کے بعد خالد پر شدید ناراضگی اور ان سے اپنی بیزاری کا اعلان فرمایا تو بہرحال اب ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم کرنا چاہیے اور یہ واقعہ معمولی نہ تھا کہ فیصلہ نبوی کے بعد اس کے لیے عذر تلاش کیے جائیں کہ خالد نے ٹھیک کیا یا غلط کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے غلط کیا اور بیزاری کا اظہار کیا۔ بس اتنا کافی ہے ہمارے لیے۔ بہرحال عذر تلاش کریں گے تو اس سے آزادی مذہب سے متعلق اسلام کی جو اصولی تعلیم ہے اس پہ زد آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لڑنے والوں سے جنگ کی اجازت دی ہے اور تبلیغ اسلام میں نرمی برتنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد متعدد مہمیں دعوت اسلام کی غرض سے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمائیں اور ان کے امیروں کو صریح ہدایت کی گئی کہ اس میں لڑائی سے بچا جائے۔ کتب مغازی و تاریخ میں صراحت ہے کہ یہ وفود تو دعوت اسلام ہی کے لیے بھیجے گئے تھے۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد کا بیان اس بارہ میں گزر چکا ہے۔ علامہ طبری نے بھی بایں الفاظ تشریح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اطراف میں سرایا روانہ فرمائے تا وہ لوگوں کو صنم پرستی، بت پرستی سے ہٹائیں اور اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے انہیں بلائیں اور ان سرایا کو لڑائی کرنے کا قطعاً حکم نہیں دیا تھا۔

بہرحال آجکل جو شدت پسند مولوی ہیں وہ انہی چیزوں کو دلیل بنا کے قتل کرنے کا اور لڑنے کا جواز نکالتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی واضح تعلیم ہے کہ کوئی جو سامنے سے جنگ نہ کرے اس سے تم نے جنگ نہیں کرنی اور یہ جرم ہے۔

امام بخاری کی مندرجہ بالا روایت سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ دعوت اسلام ہی کے لیے بنو جَذِیمہ کی طرف بھیجے گئے تھے۔ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ اور انہوں نے تعمیلِ حکم میں انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہ اچھی طرح یوں نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے۔ گھبراہٹ میں کہنے لگے ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ اس فقرے کا تعلق سارے قبیلہ سے نہیں تھا کیونکہ ان میں سے اکثر پہلے مسلمان ہو چکے تھے بلکہ صرف ایک خاص خاندان سے تھا جن کو اندیشہ تھا کہ ان سے انتقام لیا جائے گا اس لیے وہ مسلح ہو کر لڑنے لگے۔ لڑائی میں اپنی شکست دیکھ کر صَبَأْنَا سے اسلام کا اظہار کیا۔ امام بخاری کی روایت میں غایت درجہ اختصار ہے اور انہوں نے وہی روایت قبول کی ہے جو ان کے معیار صحت پر ہے۔ جَحدم نے اپنے لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ ہتھیار نہ ڈالو بلکہ مقابلہ کرو۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے سابقہ خونریزی کی وجہ سے اندیشہ تھا۔ ابن اسحاق کی پہلی روایت میں اس کے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ اے بنو جَذِیمہ! یاد رہے یہ خالد ہے۔ ہتھیار ڈالنے کے بعد قید و بند ہو گا اور اس کے بعد گردن زنی۔ اس کی قوم کے بعض لوگوں نے اسے پکڑا اور کہا کہ تم خونریزی چاہتے ہو۔ لوگ تو مسلمان ہو چکے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ جنگ ختم ہے اور امن ہے۔ لوگ اسے سمجھاتے رہے اور اس سے ہتھیار لے لیے اور حضرت خالد کے کہنے پر باقی لوگوں نے بھی ہتھیار اتار دیے۔ سیرت ابن ہشام میں اس طرح ذکر ہے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ جَحْدَم کے خدشات بلا وجہ نہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام قبیلے کے نومسلمین کو دینِ اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے وہاں کچھ عرصہ ٹھہرے ہیں۔ جیسا کہ روایت کے الفاظ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ سے پایا جاتا ہے اور دوران قیام ناگوار صورت پیدا ہوئی ہے جس سے قبیلہ کے بعض لوگوں سے جنگ ہوئی اور شکست کھانے پر وہ قید ہوئے اور جب قیدی مجاہدین کے سپرد کیے گئے تو بعید نہیں کہ بعض افراد کو اپنا پرانا کینہ نکالنے کا موقع مل گیا ہو اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ابن ہشام نے اس تعلق میں ابراہیم بن جعفر محمودی کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب اور حضرت ابو بکرؓ کی تعبیر کا بھی ذکر کیا ہے جو پہلے میں بیان کر چکا ہوں کہ آپ نے کھجور، ستو اور گھی کے مالیدہ سے چند لقمے لیے جو مزیدار تھے لیکن آخر ایک لقمہ حلق میں اٹک گیا اور حضرت علیؓ نے ہاتھ ڈال کر نکال لیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ تعبیر کی کہ اس کا تعلق تبلیغی وفد سے ہے اور مشورہ دیا کہ حضرت علیؓ کو بھیجا جائے تا خالد کی غلطی کا تدارک ہو۔ اس خواب سے بھی ظاہر ہے کہ واقعہ کا تعلق قبیلہ جَذِیمہ کے ایک محدود حصہ سے ہے اور مخصوص قیدیوں سے تھا۔ یہ نہیں کہ سارے قیدی محض صَبَأْنَا کہنے سے قتل کیے گئے۔ دراصل یہ لوگ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور سابقہ انتقام کا خوف و ہراس ان کے ذہنوں پر اتنا غالب تھا کہ وہ اپنے بچاؤ کی خاطر لڑنے لگے۔ سُلَیم بن منصور اور مُدْلَج بن مُرَّہ کے بعض افراد کی طرف سے جو حضرت خالد کے لشکر میں شامل تھے انہیں انتقام لیے جانے کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ سُلَیم قبیلے کے افراد ہی تھے جنہوں نے اپنے قیدی رات کو قتل کر کے اپنا بدلہ لے لیا۔ مہاجرین و انصار میں سے کسی نے اپنے قیدی قتل نہیں کیے بلکہ انہیں آزاد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا۔

(ماخوذ از صحیح البخاری، ترجمہ و شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، جلد 9 صفحہ 193 تا 199)

یہ تشریح بخاری کی حضرت ولی اللہ شاہ صاحب نے لکھی ہے اور مزید آپ نے یہ بڑا عالمانہ نوٹ بھی لکھا ہے۔ جس سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی کوئی بدنیتی شامل نہ تھی۔

ان سے ایک اجتہادی غلطی ہوئی اور جلد بازی میں انہوں نے ایک فیصلہ کیا اور بعد میں بطور امیر لشکر کے جو صورتحال ہوئی اس کی ذمہ داری ان کی بنتی تھی۔ اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد سے ناراض بھی ہوئے اور خدا کے حضور اپنی بیزاری کا اظہار بھی فرمایا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے معاملہ کی تحقیق فرمائی تو یہی ثابت ہوا کہ کسی غلط فہمی کی بنا پر یہ قتل ہوئے ہیں تبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کی بجائے دیت دیے جانے کا فیصلہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی گزارشات اور معذرت پیش کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو نہ صرف معاف فرما دیا۔ (یہ کہنا کہ ان کو سزا دی تھی۔ بددعا کی تھی۔ اس لیے بہت ناراضگی رہی۔ درست نہیں۔) انہوں نے خالد کو معاف فرما دیا بلکہ چند ہی دنوں بعد غزوہ حنین کے لیے تیار کیے جانے والے لشکر کے ہراول دستے اور گھڑسواروں کے دستے کا نگران اور سالار حضرت خالدؓ کو مقرر فرمایا۔

(ماخوذ از اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 212-224 دار السلام) (غزوہ حنین از محمد احمد باشمیل صفحہ 48 نفیس اکیڈمی کراچی)

اگر ناراضگی اتنی تھی تو دوسرے دستے کا نگران نہ مقرر فرماتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نگران مقرر فرمایا۔ اس کے علاوہ دو اَور سرایا کا بھی مختصر ذکر ملتا ہے۔

سَرِیّہ یَلَمْلَم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہشام بن عاصؓ کی قیادت میں دو سو افراد پر مشتمل یہ سریہ مکہ کے جنوب مشرق میں واقع یلملم کی طرف بھیجا جو مکہ اور طائف کے درمیان دو راتوں کے فاصلے پر واقع ہے۔

سریہ عُرَنَہ

یہ عرفات کے سامنے ایک وادی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کو تین سو افراد کے لشکر کا امیر بنا کر اس طرف بھیجا تھا۔ بہرحال اس سرایا کا ذکر محمد بن عمر واقدی نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور معروف سیرت نگار نے اسے بیان نہیں کیا۔ اس لیے محل نظر ہے کہ یہ صحیح بھی ہے کہ نہیں اور نہ ہی مزید کوئی تفصیل اس کی ملتی ہے البتہ ایک سیرت نگار نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے علم کے مطابق کسی مؤرخ نے اس فوجی دستے کی کارروائیوں کی تفاصیل کا ذکر نہیں کیا جس کی قیادت خالد بن سعید بن عاص نے عُرَنَہ تک کی تھی۔ ہاں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اسے ھُذَیل قبیلہ کی طرف بھیجا گیا تھا جو عُرَنَہ میں قیام پذیر تھے۔

(ماخوذ از اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 224 دار السلام) (غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 35 تا 37 نفیس اکیڈمی کراچی)

بہرحال اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیرت کا بھی بخوبی علم ہوتا ہے کہ کہیں بھی آپؐ نے سختی نہیں کی اور یہ الزام بھی جو دشمنان اسلام لگاتے ہیں غلط ہے کہ جنگوں میں آپؐ نے قتل کروایا۔ آپؐ نے تو جہاں غلطی سے بھی کچھ ہوا ہے بڑی ناراضگیوں کا اظہار فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی غزوات اور سرایا کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۵/ستمبر ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 232)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا کیلئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی یہ اسم اعظم ہے

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ رضی اللہ عنہ)

مسلمان مہاجر عورتوں کے لئے ایک استثنائی انتظام

معاہدوں میں رخنے رہ جایا کرتے ہیں جو بعض اوقات بعد میں اہم نتائج کا باعث بن جاتے ہیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ میں بھی یہ رخنہ رہ گیا تھا کہ اس میں گو مسلمان مردوں کی واپسی کے متعلق صراحۃً ذکر تھا مگر ایسی عورتوں کا کوئی ذکر نہیں تھا جو اہل مکہ میں سے اسلام قبول کر کے مسلمانوں میں آملیں۔ مگر جلد ہی ایسے حالات رونما ہونے لگے جن سے کفار مکہ پر اس رخنہ کا وجود کھلے طور پر ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ ابھی اس معاہدہ پر بہت تھوڑا وقت گزرا تھا کہ مکہ سے بعض مسلمان عورتیں کفار کے ہاتھ سے چھُٹ کر مدینہ میں پہنچ گئیں۔ ان میں سب سے اول نمبر پر مکہ کے ایک فوت شدہ مشرک رئیس عقبہ ابن ابی معیط کی لڑکی ام کلثوم تھی جو ماں کی طرف سے حضرت عثمانؓ بن عفان کی بہن بھی لگتی تھی۔ امّ کلثوم بڑی ہمت دکھا کر پا پیادہ مدینہ پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ مگر اس کے پیچھے پیچھے اس کے دو قریبی رشتہ دار بھی اس کے پکڑنے کے لئے پہنچ گئے اور اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان لوگوں کا دعویٰ یہ تھا کہ (گو معاہدہ میں مرد کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر) دراصل معاہدہ عام ہے اور عورت مرد دونوں پر مساوی اثر رکھتا ہے۔ مگر اُمِّ کلثوم معاہدہ کے الفاظ کے علاوہ اس بناء پر بھی عورتوں کے معاملہ میں استثناء کی مدعی تھی کہ عورت ایک کمزور جنس سے تعلق رکھتی ہے اور ویسے بھی وہ مرد کے مقابلہ پر ایک ماتحت پوزیشن میں ہوتی ہے اس لئے اسے واپس کرنا گویا روحانی موت کے منہ میں دھکیلنا اور اسلام سے محروم کرنا ہے۔ پس عورتوں کا اس معاہدہ سے مستثنیٰ سمجھا جانا نہ صرف عین معاہدہ کے مطابق بلکہ عقلاً بھی قرین انصاف اور ضروری تھا اس لئے طبعاً اور انصافاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُمِّ کلثوم کے حق میں فیصلہ فرمایا اور اس کے رشتہ داروں کو واپس لوٹا دیا اور خدا تعالیٰ نے بھی اس فیصلہ کی تائید فرمائی چنانچہ انہی دنوں میں یہ قرآنی آیات نازل ہوئیں کہ جب کوئی عورت اسلام کا ادعا کرتی ہوئی مدینہ میں آئے تو اس کا اچھی طرح سے امتحان کرو اور اگر وہ نیک بخت اور مخلص ثابت ہو تو پھر اسے کفار کی طرف ہرگز نہ لوٹاؤ، لیکن اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کا مہر اس کے مشرک خاوند کو ضرور ادا کر دو۔ اس کے بعد جب بھی کوئی عورت مکہ سے نکل کر مدینہ میں پہنچتی تھی تو اس کا اچھی طرح سے امتحان لیا جاتا تھا اور اس کی نیت اور اخلاص کو اچھی طرح پرکھا جاتا تھا۔ پھر جو عورتیں نیک نیت اور مخلص ثابت ہوتی تھیں اور ان کی ہجرت میں کوئی دنیوی یا نفسانی غرض نہیں پائی جاتی تھی تو انہیں مدینہ میں رکھ لیا جاتا تھا اور اگر وہ شادی شدہ ہوتی تھیں تو ان کا مہر ان کے خاوندوں کو ادا کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں میں شادی کرنے کے لئے آزاد ہوتی تھیں۔

مشرک عورتوں کو بھی آزاد کر دیا گیا

جہاں ایک طرف مسلمان عورتوں کے لئے یہ خاص صورت تجویز کی گئی وہاں دوسری طرف اس موقع پر مشرک عورتوں کے متعلق بھی یہ خاص احکام جاری ہوئے کہ اگر کوئی مشرک عورت مسلمانوں کے نکاح میں ہو تو مسلمان اسے آزاد کر دیں اور آئندہ کے لئے یہ حکم نافذ کیا گیا کہ کوئی مشرک عورت کسی مسلمان مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ یہ احکام بھی قرآن شریف کے ذریعہ نازل ہوئے اور ان آیات کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے صحابہ نے جن کے نکاح میں اس وقت تک بعض مشرک عورتیں تھیں اپنی مشرک بیویوں کو طلاق دے کر آزاد کر دیا۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام نے ہر غیر مسلم عورت کے ساتھ نکاح منع نہیں کیا بلکہ صرف مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح منع کیا ہے اور اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح جائز رکھا ہے۔ ان احکام میں مصلحت یہ ہے کہ:

اوّل: تو مشرک کا مذہب اسلام سے بعید ترین ہے اور دونوں کے درمیان کوئی اتصال کی کڑی نہیں ہے اور ایک مشرک عورت کے ساتھ نکاح میں یہ اندیشہ ہے کہ اس کی تربیت میں اولاد دین کے مبادی سے ہی بے بہرہ رہے۔

دوسرے: ایک مشرک انسان کا کوئی ضابطۂ اخلاق معین نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اس کے ساتھ تعلقات کبھی بھی کسی معین اور مستحکم بنیاد پر قائم نہیں ہوسکتے۔ دوسری طرف خاص حالات میں تعلقات کی توسیع کی گنجائش کا رکھا جانا بھی ضروری تھا۔ پس مشرک عورتوں سے نکاح حرام قرار دے کر باقی غیر مسلم عورتوں سے نکاح کی اجازت دے دی گئی۔ دنیا کے موجودہ مذاہب میں سے عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ اہل کتاب کی اصطلاح میں داخل ہیں۔ جن سے ایک مسلمان کا رشتہ ہوسکتا ہے۔ البتہ افریقہ وغیرہ کی اکثر وحشی اقوام اہل کتاب میں سے نہیں ہیں اور ان کے ساتھ رشتہ ہر صورت میں ممنوع ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں کسی قدر مفصل بحث اوپر گزر چکی ہے اس لئے اس جگہ اسی قدر مختصر نوٹ پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 772 تا 774، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 02/اگست 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 05 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ سیدہ منزہ احمد صاحبہ بنت مکرم سید طاہر احمد صاحب (ایڈیشنل ناظر اشاعت ربوہ) ہمراہ مکرم ملک عمر علی بلال کھوکھر صاحب ابن مکرم ملک طارق علی کھوکھر صاحب (پاکستان)
(2)	مکرمہ ایمن خلود احمد صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم مرزا بشیر الدین فخر احمد صاحب (ہالینڈ) ہمراہ مکرم سید وقاص احمد صاحب ابن مکرم سید حسین احمد صاحب (مربی سلسلہ ربوہ)
(3)	مکرمہ صوفیہ ایمان ملک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر کلیم ملک صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم جہانزیب احمد خان صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم کریم اسد احمد خان صاحب (یوکے)
(4)	مکرمہ ہالہ رفیق صاحبہ بنت مکرم رفیق احمد صاحب (ربوہ) ہمراہ مکرم راجہ عبداللہ رشید صاحب (مربی سلسلہ وکالت تعلیم ربوہ) ابن مکرم راجہ رشید احمد صاحب
(5)	مکرمہ انشراح احمد صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم مسرور محمود احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم حسیب احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم مبارک احمد صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ آن لائن ملاقات (کینیڈا) از صفحہ نمبر 02

ازکم اتنے شامل ہونے چاہئیں۔ مزید استفسار فرمایا کہ contribution کتنی تھی اور کیا جماعت کی تحریک جدید کی مدّ میں کُل مالی قربانی کا ایک تہائی حصہ تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ سات لاکھ دو ہزار کینیڈین ڈالر کی وصولی ہوئی تھی، اس پر حضور انور نے مزید دریافت فرمایا کہ جماعت کینیڈا کی کُل وصولی کتنی تھی؟ موصوف کے چالیس لاکھ کینیڈین ڈالر عرض کرنے پر حضور انور نے فرمایا کہ پھر تو ایک چوتھائی بھی نہیں ہوا نیز ہدایت فرمائی کہ جماعت کی تحریک جدید میں کُل مالی قربانی میں ہر ذیلی تنظیم خدام، انصار اور لجنہ کا کم ازکم ایک ایک تہائی حصہ ہونا چاہیے۔ اس پر موصوف نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ انشاء اللہ کوشش کریں گے۔

مہتمم صنعت و تجارت نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ امسال وہ خدام کی skills کو بہتر بنانے کے لیے کورسز پر توجہ دے رہے ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر مہتمم تربیت نو مبائعین نے بتایا کہ کل 116 نو مبائعین ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انہیں اپنی سرگرمیوں اور مرکزی نظام (mainstream) میں شامل کریں نیز توجہ دلائی کہ تین سال کے بعد ان کی تربیت کو اس سطح پر پہنچ جانا چاہئے کہ جہاں پھر وہ مرکزی نظام میں شامل ہو سکیں۔

حضور انور کے استفسار پر مہتمم تعلیم نے بتایا کہ خدام کے مطالعہ کے لیے Essence of Islam سے اقتباسات خدام کے ساتھ شیئر کیے جاتے ہیں۔ حضور انور نے راہنمائی فرمائی کہ collection کر کے مختلف قسم کے اقتباسات، ایک چھوٹا سا مضمون بنا کے، پمفلٹ کی صورت میں آن لائن یا کسی طرح ان کو دے بھی دیا کریں تا کہ لوگ پڑھتے رہیں۔ مختلف passages سوشل میڈیا کو بھی دے دیئے تا کہ وہ بھی آگے آن لائن کرتے رہیں۔ کوآرڈی نیٹ کریں۔

مہتمم تبلیغ نے عرض کیا کہ امسال 25 غیر از جماعت احباب کو اسلام احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی جبکہ ان میں سے 21/احباب جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کر کے احمدی ہوئے۔

مہتمم عمومی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مسجدوں میں ڈیوٹی لگاتے ہیں؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ تمام 58 مساجد میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس کے باوجود آپ کی مسجدوں میں لوگ آ کے توڑ پھوڑ کر کے چلے جاتے ہیں؟ موصوف نے عرض کیا کہ ایسے ایک دو واقعات ہوئے ہیں۔

حضور انور نے صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سے فرمایا کہ آپ کو مختلف امور میں درکار راہنمائی کے حوالے سے متعلقہ ضروری معلومات فراہم کر دی گئی ہیں۔ میٹنگ کے دوران جو بھی ہدایات دی گئی ہیں اگر ان پر ہی عمل درآمد کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کافی ہوگا۔ آخر پر حضور انور نے ایک مرتبہ پھر خدام کو نماز پڑھنے کی ترغیب دینے کی اہمیت کا اعادہ فرمایا۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے ازراہِ شفقت علَمِ انعامی جیتنے والوں کو لوائے خدام الاحمدیہ سے نوازا اور دو مزید قائدین کو بھی مجلس خدام الاحمدیہ میں ان کی خصوصی مساعی پر اعزاز سے نوازا نیز خدام کو گروپ تصاویر بنوانے کا بھی شرف بخشا۔

حضور انور نے آخر پر سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور اس طرح سے یہ ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل 25 اپریل 2025ء)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

چاہئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی ✿ سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رَبِّ ذُوالْمِنَن ✿ یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا ✿ خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا ✿ صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

شملہ کا سفر

میں چھوٹا تھا کہ بخار سے بیمار ہوا اور ڈاکٹر نے کہا شملہ بھیج دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے شملہ بھیج دیا۔ میں وہاں پہنچا تو مولوی صاحب وہاں تھے۔ میرا ذکر سن کر ملنے آئے اور بتایا کہ ایک غیر احمدی کلرک مجھ سے عربی پڑھا کرتا تھا۔ اس کا دفتر گرمیوں میں شملہ آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب تو سبق رہ جائے گا۔ اس نے کہا ہاں مگر کیا ہوسکتا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے اگر میں شملہ آجاؤں تو پڑھا کرو گے؟ اس نے کہا ہاں ضرور پڑھوں گا۔ چنانچہ آپ اپنے خرچ پر شملہ آگئے محض اس خیال سے کہ انگریزی خوانوں میں عربی کا شوق پیدا ہو۔ اس وقت ان کی عمر ستر برس کے قریب تھی مگر ادب اور عشق کا یہ حال تھا کہ میں جہاں جاتا برابر ساتھ جاتے۔ سیر کے وقت بھی ساتھ رہتے۔ میری عمر اس وقت سترہ سال کے قریب تھی اور دوسرے دوست بھی جو سیر وغیرہ میں شریک ہوتے عام طور پر نوجوان تھے۔ سیر کے وقت دل چاہتا کہ آگے جائیں، مگر اس خیال سے کہ مولوی صاحب بوڑھے ہیں واپس آجاتے۔ میں نے دوستوں سے کہا کہ سیر کو چپکے سے چلا کریں جب مولوی صاحب باہر ہوں۔ چنانچہ اگلے روز جب مولوی صاحب باہر تھے، ہم چپکے سے دوسرے دروازے سے نکل گئے، مگر تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ دیکھا سامنے پہاڑ پر سے مولوی صاحب ڈنڈا ہاتھ میں پکڑے اور بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے آرہے ہیں۔ آتے ہی کہنے لگے واہ جی آپ لوگ مجھے چھوڑ آئے۔ ہم نے کہا ہم تو آپ کی تکلیف کے خیال سے چھوڑ آئے تھے۔ کہنے لگے بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے آئیں اور میں ہم رکاب نہ رہوں۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 178-177)

دیوار بنا کر مسجد مبارک کا راستہ روکے جانا

مجھے یاد ہے لالہ شرمپت رائے ایک آریہ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے دوستوں میں سے تھے انہیں ایک زخم آگیا۔ قادیان میں ایک نومسلم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب تھے جو علاج معالجہ کرتے تھے۔ لالہ شرمپت بھی انہی سے علاج کرواتے رہے، جس کی وجہ سے انہیں افاقہ بھی ہوا۔ مگر بعد میں انہوں نے علاج کرانا ترک کر دیا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کو خدا تعالیٰ نے خواب دکھائی کہ لالہ شرمپت کے پاس فیس کے لئے روپیہ نہیں۔ اس لئے وہ آتے ہوئے شرماتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے لالہ شرمپت کو بلایا اور کہا، آپ مجھ سے باقاعدہ علاج کرائیں میں آپ سے کوئی فیس نہیں لوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پھر علاج کرانا شروع کر دیا اور اس کے نتیجہ میں وہ زخم بالکل درست ہوگیا تو دیکھو یہ خواب خدا تعالیٰ نے ہی دکھائی تھی۔

لالہ شرمپت آریہ تھا لیکن رب العالمین خدا کے نزدیک ایک آریہ بھی ویسا ہی اس کا بندہ ہے جیسے ایک مسلمان۔ اس نے خواب میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو بتادیا کہ لالہ شرمپت سے فیس نہ لینا۔ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے ساتھیوں کو تنگ کرنے کے لئے مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین نے مسجد مبارک کے دروازے کے سامنے دیوار کھنچوائی تو عدالت میں کئی سال تک مقدمہ چلتا رہا آخر اس مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور مقدمہ کے اخراجات جو چار پانچ سو روپیہ کے قریب تھے مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین وغیرہ پر ڈالے گئے۔ جب ان کے خلاف جج نے ڈگری دی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور میں تھے۔ آپؑ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین مالی لحاظ سے بہت تنگ حالت میں ہیں۔ آپؑ نے فوراً ایک آدمی گورداسپور سے قادیان بھجوایا اور ان سے کہا کہ میں تم سے روپیہ نہیں لوں گا۔ اب دیکھو یہ سب کچھ رب العالمین خدا نے ہی کیا تھا۔ ان لوگوں نے ساری عمر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظلم کیئے اور ان میں سے ایک تو اتنا کٹر دہریہ تھا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مرزا امام الدین کے پیٹ میں درد ہوئی تو انہوں نے مجھے بلوایا۔ میں جب گیا تو وہ کمرے میں لوٹ پوٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ ہائے اماں! ہائے اماں! میں نے کہا۔ مرزا صاحب آپ بوڑھے ہوگئے ہیں لیکن ابھی تک آپ اماں اماں ہی کہتے ہیں۔ خدا کو نہیں پکارتے۔ کہنے لگا ماں کو تو میں نے دیکھا ہے اور اس کی مہربانیوں کو بھی دیکھا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو میں نے نہیں دیکھا۔ پھر اس نے کہا۔ مولوی صاحب میں بچپن سے ہی بڑا سلیم الفطرت تھا۔ جب مسلمان لوگ مسجد میں جاتے اور چوتڑ اوپر کر کے اور سر نیچے کر کے سجدہ کرتے تو میں ان پر ہنسا کرتا تھا کہ یہ کیسے بیوقوف لوگ ہیں کہ اتنی عمر کے ہو کر بھی ایسے خدا کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں جو انہیں نظر نہیں آرہا۔ غرض ان لوگوں کی یہ حالت تھی۔ مگر رب العالمین خدا نے ان کا بھی خیال رکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا کہ ان کی حالت خراب ہے انہیں معاف کر دو۔ تو ہمارا خدا رب العالمین خدا ہے۔ وہ ہر ایک کے لئے اپنی ربوبیت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ پرانے زمانہ میں بھی وہ ربّ العالمین تھا اور اس زمانہ میں بھی وہ ربّ العالمین ہے اور آئندہ زمانہ میں بھی وہ ربّ العالمین رہے گا۔

(الفضل جلد 48/13 نمبر 10 مورخہ 11/جنوری 1959ء صفحہ 4-3)

مقدمہ دیوار اور صبر کی تلقین

مجھے حیرت ہوتی ہے ہماری جماعت کے مومن اور مخلص افراد بھی بعض دفعہ دشمنوں کی شرارتوں کی وجہ سے گھبرا جاتے ہیں حالانکہ دشمنوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ میں بچہ تھا لیکن مجھے خوب یاد ہے یہاں ہمارے ہی بعض عزیز راستہ میں کیلے گاڑ دیا کرتے تھے تا کہ جب مہمان نماز پڑھنے آئیں تو رات کی تاریکی میں ان کیلوں کی وجہ سے ٹھوکر کھائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا اور اگر کیلے اکھاڑے جاتے تو وہ لڑنے لگ جاتے۔ اسی طرح مجھے خوب یاد ہے مسجد مبارک کے سامنے دیوار مخالفوں نے کھینچ دی تھی۔ بعض احمدیوں کو جوش بھی آیا اور انہوں نے دیوار کو گرا دینا چاہا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارا کام صبر کرنا اور قانون کی پابندی اختیار کرنا ہے۔ پھر مجھے یاد ہے میں بچہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے ہی مجھے رؤیائے صادقہ ہوا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ دیوار گرائی جارہی ہے اور لوگ ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر پھینک رہے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ بارش بھی ہوچکی ہے۔ اسی حالت میں میں نے دیکھا کہ مسجد کی طرف حضرت خلیفہ اوّلؓ تشریف لا رہے ہیں۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور دیوار گرائی گئی تو بعینہٖ ایسا ہی ہوا۔ اس روز کچھ بارش بھی ہوئی اور درس کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ جب واپس آئے تو آگے دیوار توڑی جارہی تھی۔ میں بھی کھڑا تھا۔ چونکہ اس خواب کا میں آپ سے پہلے ذکر کر چکا تھا، اس لئے مجھے دیکھتے ہی آپؓ نے فرمایا میاں دیکھو آج تمہارا خواب پورا ہوگیا۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 207-206)

دیوار گرائے جانے کی خبر

مَیں ابھی بچہ ہی تھا کہ ہمارے شرکاء نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شدید مخالف تھے، مسجد کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر کے اُس کا دروازہ بند کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی دفعہ گھر میں پردہ کرا کے لوگوں کو مسجد میں لاتے اور کئی لوگ اُوپر سے چکر کاٹ کر اور سخت تکلیف اُٹھا کر آتے۔ اُس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب لوگوں کو دعا کرنے کے لئے کہا اور مجھے بھی دعا کا ارشاد فرمایا۔ میری عمر اُس وقت پندرہ سال کی تھی۔ میں نے دعا کی تو مجھے ایک رؤیا ہوا جس میں مَیں نے دیکھا کہ میں بڑی مسجد سے آرہا ہوں کہ دیوار گرائی جارہی ہے۔ میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی تشریف لا رہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ دیکھیں دیوار گرائی جارہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے پہلے ایک مقدمہ ہوا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر دوسرا مقدمہ ہوا اور اُس میں ناکامی ہوئی۔ آخر تیسرے مقدمہ میں کامیابی ہوئی اور عدالت نے دیوار گرائے جانے کا حکم دے دیا۔ مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفہ اوّلؓ اُس روز درس دے رہے تھے۔ جب درس ختم ہوا اور میں گھر کو چلا تو دیکھا کہ دیوار گرائی جارہی ہے۔ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو حضرت خلیفہ اوّلؓ آرہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ دیکھیں دیوار گرائی جارہی ہے۔ گویا جس طرح میں نے خواب میں نظارہ دیکھا تھا ویسا ہی وقوع میں آگیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے یہ خواب حضرت خلیفہ اوّلؓ کو سُنایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے اُس وقت میری بات سُن کر فرمایا لو میاں تمہاری خواب پوری ہوگئی۔ یہ دیوار اُس مقام پر تھی جہاں آج کل محاسب کا دفتر ہے۔

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 596)

(تذکار مہدی صفحہ 96 تا 100، ایڈیشن 2020، یوکے)

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالبِ دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions

Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مُوتہ سے واپس لوٹنے والے صحابہ کے بارے میں فرمایا:
یہ فرار ہونے والے نہیں بلکہ کرّار ہیں یعنی پلٹ کر حملہ کرنے والے ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 09/مئی 2025 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت خالد بن ولیدؓ کی غزوہ موتہ کے دن کتنی تلواریں ٹوٹی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خالد بن ولیدؓ بیان کرتے ہیں کہ مُوتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک یمنی چوڑی تلوار ہی میرے ہاتھ میں رہ گئی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے غزوۂ مُوتہ سے واپس لوٹنے والے صحابہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے غزوۂ مُوتہ سے واپس لوٹنے والے صحابہ کے بارے میں فرمایا: یہ فرار ہونے والے نہیں بلکہ کرّار ہیں یعنی پلٹ کر حملہ کرنے والے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جعفر کے بیٹے عبداللہ کو سلام کرتے تو کیا کہتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جعفر کے بیٹے عبداللہ کو سلام کرتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ۔ کہ اے دو پروں والے کے بیٹے تم پر سلامتی ہو۔

سوال: غزوہ موتہ میں مسلمانوں کو کیا مال غنیمت ملا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کو مشرکین کا کچھ حصہ بطور مال غنیمت ملا۔ اس سامان میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔

سوال: غزوہ موتہ کے دن مسلمانوں اور مشرکین کی کیا تعداد تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوہ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار جبکہ مشرکین کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تھی یہ تنہا ہی مسلمانوں کی فوقیت کی ایک مستقل دلیل ہے۔

سوال: مالک بن رافلہ کو کس نے قتل کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت قُطُبَہ بن قتادہ نے مالک بن رافلہ کو قتل کیا۔

سوال: حضرت قُطُبَہ بن قتادہ نے مالک بن رافلہ کو کس طرح قتل کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت قُطُبَہ بن قتادہ نے مالک بن رَافِلَہ پر حملہ کیا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت قُطبہ اس پر فخر کرتے ہوئے عربی اشعار میں کہتے تھے کہ میں نے رافلہ بن اراش کے بیٹے کو ایسا نیزہ مارا جو اس کے اندر دور تک چلا گیا پھر وہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ جب میں نے اس کی گردن پر کاری ضرب لگائی تو وہ جھک گیا جیسے سلم درخت جو ایک کانٹے دار درخت ہے اس کی شاخ جھکتی ہے۔ ہم نے اس کے چچا زادوں کی خواتین کو یوں ہانکا جیسے جانوروں کو ہانکا جاتا ہے۔

سوال: رسول کریم ﷺ کو حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور ابنِ رَوَاحہؓ کی شہادت کی خبر خدا تعالیٰ نے کب دی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے منبر پر تشریف لائے اور حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور ابنِ رَوَاحہؓ کی شہادت کی خبر دی وہ اس روز ہی شہید ہوئے تھے حالانکہ ظاہری طور پر ان کی شہادت کی خبر نہیں آئی تھی۔

سوال: غزوہ موتہ میں کتنے مسلمانوں کی شہادت ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوہ موتہ میں بارہ تھی۔

سوال: سریّہ حضرت عمرو بن عاصؓ کب ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ سریہ جُمادی الثانی آٹھ ہجری میں ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سریہ سات ہجری میں ہوا۔ ابن اسحاق کے علاوہ سب اس پر متفق ہیں کہ یہ سریہ غزوہ مُوتہ کے بعد ہوا اور غزوہ مُوتہ جُمادَی الاُولیٰ آٹھ ہجری میں ہوا تھا۔

سوال: سریّہ حضرت عمرو بن عاصؓ کا سبب کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سریّہ کا سبب یہ بنا کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ بنو قُضَاعَہ کا ایک گروہ مدینہ کے اطراف میں حملہ کرنے کے لیے اکٹھا ہو رہا ہے۔ بنو قُضَاعَہ، قحطانیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ سے دس دن کے فاصلے پر وادی القریٰ سے آگے آباد تھا۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے اسکی سرکوبی کیلئے کس کو روانہ فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت عمرو بن عاصؓ کو روانہ فرمایا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ مکہ کے ایک سردار عاص بن وَائِل کے بیٹے تھے انہوں نے سات ہجری میں یا دوسری روایت کے مطابق آٹھ ہجری میں اسلام قبول کیا تھا۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو کیا پیغام بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لے لوں اور فرمایا کہ اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجوں۔ اللہ تمہیں مال غنیمت بھی دے گا اور تمہاری حفاظت بھی کرے گا۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے حضرت عمروؓ کو کیوں امیر بنایا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرو جنگ میں خاص مہارت رکھتے تھے اور فنونِ حرب سے بھی آگاہی رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی جنگی مہارت کی وجہ سے امیر بنایا تھا۔

سوال: حضرت عمرو کو اس سریہ پر بھیجنے کی ایک اور وجہ حضور انور نے کیا بیان فرمائی؟

جواب: حضرت عمرو کو اس سریہ پر بھیجنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ چونکہ ان کی دادی کا تعلق قبیلہ بَلِیّ سے تھا۔ اس لیے بنو بَلِیّ سے اچھے تعلقات استوار کرنے کے لیے آپ ایک اچھا ذریعہ ہو سکتے تھے۔

سوال: سریّہ حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ کب ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ سریہ رجب آٹھ ہجری میں ہوا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب کے آخر میں مجوزہ عناوین درج کیے ہیں اس کے مطابق سریہ حضرت ابوعبیدہ رجب آٹھ ہجری بمطابق نومبر 629ء میں ہوا۔

سوال: اس سریہ کو اور کون کون سے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سریہ کے دیگر نام بھی ہیں۔ اس سریہ کو سریہ سِیْفُ الْبَحْر اور سریہ خَبَطْ بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: سِیْفُ الْبَحْر کے کیا معنی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سِیْفُ الْبَحْر کے معنی ساحل سمندر کے ہیں۔ اس سریہ میں چونکہ صحابہ بحیرۂ احمر Red Sea کے ساحل پر جا کر ٹھہرے تھے اس لیے اسے سریہ سِیْفُ الْبَحْر کہا جاتا ہے۔

سوال: سریہ خَبَط کے کیا معنی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اسے سریہ خَبَطْ یعنی پتے کھانے والا لشکر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس سریہ کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ صحابہ درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو کتنے مہاجرین و انصار کے ساتھ بنو جُہَینَہ کی شاخ کی طرف بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انہیں تین سو مہاجرین اور انصار صحابہ کا ایک لشکر دے کر بنو جُہَینَہ کی ایک شاخ کی طرف بھیجا اس لشکر میں حضرت عمر بھی شامل تھے۔

❁ ❁ ❁

چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے
پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسول سے محبت کا تقاضا ہے کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 جنوری 2007 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البقرہ آیت نمبر 275 اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کی تلاوت فرمائی۔

سوال: جب حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو وقف جدید کا ممبر مقرر فرمایا تو اس وقت احمدیوں کی کیا صورتحال تھی اور کس طرح وقف جدید کے تحت معلمین نے کام سرانجام دیئے گئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مجھے وقف جدید کا ممبر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ سارا جائزہ لو کہ تربیت کی کیا کیا صورتحال ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب مَیں نے جائزہ لیا تو تربیت اور دینی معلومات کے بارے میں انتہائی بھیانک صورت حال سامنے آئی کہ بچوں کو سادہ نماز بھی نہیں آتی تھی اور تلفّظ کی غلطیاں اتنی تھیں کہ کلمہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھ سکتے تھے حالانکہ کلمہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا۔ بہر حال اُس وقت پاکستان میں ان معلمین کے ذریعہ جن کو معمولی ابتدائی ٹریننگ دے کر میدان عمل میں بھیج دیا جاتا تھا وقف جدید نے ان دو اہم کاموں کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت اور قربانی کے جذبے سے اس کام کو سرانجام دیا۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب وقف جدید کی تحریک بپائی تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو کیا ہدایات دیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؓ نے جب یہ وقف جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ممبر مقرر فرمایا اور آپ کو جو ہدایات دیں وہ خاص طور دو باتوں پر زور دینے کے لئے تھیں۔ ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے خاص طور پر بچوں میں۔ اور اکثریت جماعت کے افراد کی دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہوگی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ابتدائی دور میں جب وقف جدید کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو کامیابیاں ہونی شروع ہو گئی تو مولویوں کا کیا ردعمل ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو اُس وقت وقف جدید کے ناظم ارشاد تھے بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں کامیابیاں ہونی شروع ہوئیں تو مولویوں نے ہندوؤں کے پاس جا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو، احمدی ہونے سے تو بہتر ہے ہندو ہی رہو۔ ایک خدا کا نام پکارنے سے تو بہتر ہے کہ مشرک ہی رہو۔

سوال: کون سے سن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے وقف جدید کی مالی تحریک کو پوری دنیا میں پھیلا دیا اور اس تحریک کو پھیلانے کا کیا مقصد تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقف جدید کی تحریک کو، یعنی مالی قربانی کی تحریک کو ساری دنیا پہ پھیلا دیا، تا کہ دنیا میں جو احمدی آباد ہیں خاص طور پر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں ان کے چندوں سے ہندوستان میں بھی وقف جدید کے نظام کو فعال کیا جائے اور وہاں زیادہ سے زیادہ تربیت و

تبلیغ کا کام کیا جائے۔

سوال: چندے دینے سے کیا ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسول سے محبت کا تقاضا ہے کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں۔

سوال: دنیاوی چندوں اور ہمارے چندوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بندے کی مرضی پر چھوڑ کر پھر اس کا اجر بھی بے حساب دیتا ہے۔ پابند نہیں کر رہا کہ اتنا ضرور دینا ہے۔ چھوڑ بھی بندے کی مرضی پر رہا ہے، ساتھ فرما رہا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر بھی دوں گا۔ صرف یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت نیک ہونی چاہئے۔ اس سے زیادہ سستا اور عمدہ سودا اور کیا ہوسکتا ہے۔

سوال: 2007ء میں وقف جدید میں کتنا اضافہ ہوا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وقف جدید میں شامل ہونے والے افراد چار لاکھ 92 ہزار سے اوپر ہیں۔ اور اس سال 26 ہزار 700 کا اضافہ ہوا ہے۔ اس میں بہت گنجائش ہے۔ اگر جماعتیں کوشش کریں تو بہت اضافہ ہوسکتا ہے۔

سوال: ایمانی حالت کی بہتری کیلئے کیا ضروری ہے اور اپنے بچوں کو مالی قربانی کے ساتھ کس طرح جوڑیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالت کی بہتری کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ تو اپنے بچوں میں بھی اس قربانی کی عادت ڈالیں تا کہ جب وہ بڑے ہوں تو ان کی خواہشات کی جو ترجیحات ہیں ان میں اللہ کی خاطر مالی قربانی سب سے اوّل نمبر پر ہو۔ اس سے ایک تو شاملین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگا اور جو عفو کے معیار ہیں وہ ترجیحات بدل جانے سے بدل جائیں گے۔ لوگ بچوں کو بھی جب جیب خرچ دیتے ہیں تو ان کو اس میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ عیدی وغیرہ میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ اگر مہینے میں صرف دو دفعہ یہ بچا کر وقف جدید کے بچوں کے چندے میں دیں تو اسی سے وصولی میں 25 سے 30 فیصد تک اضافہ ہوسکتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا کیا تقاضہ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہم شامل ہوئے ہیں تو اس محبت اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ اصلاح اور تربیت کے لئے جب مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو ہر احمدی ہمیشہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے قربانی میں آگے سے آگے بڑھتا رہے۔

۞۞۞۞

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں
روحانیت میں ترقی کریں
(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر پہلو سے جائزہ لے کر
اپنی کمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں
(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 مارچ 2025ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ عصمت خاتون صاحبہ
اہلیہ مکرم ملک محمود الرحمٰن صاحب
(سیکرٹری نومبائعین حلقہ بیت الفتوح۔ لندن)

23/مارچ 2025ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم مولوی اللہ دتہ مبشر صاحب مرحوم (سابق معلم وقف جدید) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، مہمان نواز، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ملک فیض احمد صاحب
(35 شمالی ضلع سرگودھا)

3/مارچ کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، منکسر المزاج، غریب پرور، ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ لمبا عرصہ اپنی جماعت میں لوکل سیکرٹری مال کے علاوہ نائب صدر اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم علاقہ میں نیک شہرت رکھتے تھے۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ محمودہ کوثر صاحبہ
اہلیہ مکرم نعیم احمد صاحب
(دار البرکات ربوہ)

22/جنوری 2025ء کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے دادا چودھری نعمت اللہ صاحب نے 1907ء میں تحریری بیعت کی تھی۔ مرحومہ نے مقامی سطح پر سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری خدمت خلق کے علاوہ متفرق شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ لجنہ ہال میں ڈیوٹیاں بھی دیتی رہیں۔ مرحومہ خوش اخلاق، ملنسار، غریبوں کا درد رکھنے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں والدہ اور میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم رانا وجاہت احمد صاحب مبلغ سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ کی خالہ تھیں۔

(3) مکرم محمد اقبال ڈار صاحب
ابن مکرم ڈاکٹر طفیل احمد ڈار صاحب
(تنزانیہ۔ حال برمنگھم۔ یوکے)

2/مارچ کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے مورو گورو تنزانیہ میں صدر جماعت اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جب ٹانگانیکا اور زنجبار دونوں ملکوں کا الحاق ہوا تو قومی طور پر اس نئے ملک کا نام تجویز کرنے کے لیے مقابلہ ہوا جس میں مرحوم نے بھی حصہ لیا اور تنزانیہ نام تجویز کیا جو حکومت نے منظور کیا۔ اس پر آپ کو ایوارڈز دیے گئے۔ مرحوم نے دار السلام مسجد کی تعمیر میں گرانقدر عطیات پیش کیے نیز 1965ء میں یوکے آنے کے بعد آپ کو تنزانیہ میں 9 مساجد تعمیر کروانے کی توفیق ملی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، جماعت کے فدائی اور ہنس مکھ طبیعت کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(4) مکرم عبد المنان صاحب
ابن مکرم عبد الغنی صاحب
(دار الرحمت شرقی بشیر ربوہ)

19/مئی 2022ء کو 57 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے پڑنانا حضرت لیکڑھ خان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم جماعتی کاموں میں حصہ لینے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ کافی عرصہ مقامی سطح پر سیکرٹری وقف نو کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نصرت جہاں کالج اور سکول میں 30 سال تک کام کیا اور ادارہ کے اوّلین کارکنان میں سے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، محنتی، عاجز، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ ماتحتوں سے بہت نرمی اور شفقت سے پیش آتے اور اپنا کام بڑی ذمہ داری سے کیا کرتے تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ بچوں کی اچھی تربیت کی۔ پسماندگان میں تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم عبد الرشید انور صاحب مبلغ انچارج کینیڈا کے چھوٹے بھائی تھے۔

(5) مکرم رانا عبد الوحید صاحب
ابن مکرم غلام سرور صاحب
(بہاولنگر)

16/مارچ 2025ء کو 39 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق چک نمبر 166 مراد تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر سے تھا۔ وفات سے چند روز قبل آپ کے گاؤں میں احمدی گھروں کے خالی ہونے کی وجہ سے کچھ شر پسندوں نے گھروں کا قیمتی سامان لوٹ لیا اور گھروں میں توڑ پھوڑ کر کے کافی نقصان پہنچایا۔ ان میں مرحوم کا گھر بھی شامل تھا۔ آپ نے ان مخالفانہ حالات کو بڑی ثابت قدمی اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، سلسلہ کا درد رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ بڑی بیٹی حافظہ قرآن ہے اور تینوں بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

۞۞۞۞

کام کر کے دکھائیں، اپنی پلاننگ اسطرح کریں کہ ہر مبلغ اپنے آپ کو ایک سپاہی سمجھے اور دیکھے کہ میرے کیا فرائض ہیں، میری کیا ذمہ داریاں ہیں☆

اپنی اصلاح کریں، یہ دیکھیں کہ عبادت کے کیا معیار ہیں، کتنے ایسے ہیں جو باقاعدہ تہجد پڑھنے والے ہیں اور حقیقت میں تہجد کا حق ادا کرتے ہوئے تہجد پڑھنے والے ہیں، کتنے ایسے ہیں جو نمازوں کو سنوار کر پڑھنے والے ہیں اور خشوع وخضوع پیدا کرنے والے ہیں، کتنے ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور سمجھ کر کرتے ہیں، کتنے ہیں جو اس کی تفسیر پڑھ رہے ہیں اور اس کو سمجھ رہے ہیں، کتنے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ رہے ہیں اس سے علم حاصل کر رہے ہیں☆

مبلغین کو خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں ......☆...... شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

تعلق باللہ میں بڑھیں اور اپنے دین کے علم میں بڑھنے کی کوشش کریں اور اپنی عملی مثالیں جماعت کے سامنے پیش کریں دنیا کے سامنے پیش کریں، اسی سے تربیت ہوگی، اسی سے تبلیغ ہوگی اللہ تعالیٰ آپکو اس کی توفیق عطا فرمائے☆

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کے مبلّغین کی ورچوئل ملاقات

مبلغین کے سالانہ ریفریشر کورس کے موقع پر مورخہ 8 مئی 2024ء بروز بدھ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کیساتھ جماعت کینیڈا کے مبلغین سلسلہ کی آن لائن ملاقات ہوئی۔ حضور انور اسلام آباد ٹلفورڈ میں قائم mta سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے۔ مبلغین مسجد بیت الاسلام پیس ولیج کے کمپلیکس میں واقع طاہر ہال میں تھے۔ دعا کے بعد مبلغین کو حضور انور سے مختلف موضوعات پر سوالات کرنے کا موقع ملا۔

حضور انور نے مبلغین سے فرمایا کہ کام کر کے دکھائیں اور اپنی پلاننگ اس طرح کریں کہ ہر مشنری اپنے آپ کو ایک سپاہی سمجھے اور اس لحاظ سے دیکھے کہ میرے کیا فرائض ہیں، میری کیا ذمہ داریاں ہیں کس طرح میں نے ان کو ادا کرنا ہے اور نہ ادا کرنے کی صورت میں ان لوگوں میں شامل تو نہیں ہو رہا جو اپنے عہد کو پورا کرنے والے نہیں۔ اصل چیز تو یہ ہے۔ باقی تو باتیں ہیں۔ جتنی مرضی باتیں کرتے چلے جائیں۔ اپنی اصلاح کریں۔ یہ دیکھیں کہ عبادت کے کیا معیار ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو باقاعدہ تہجد پڑھنے والے ہیں اور حقیقت میں تہجد کا حق ادا کرتے ہوئے تہجد پڑھنے والے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو نمازوں کو سنوار کر پڑھنے والے ہیں اور خشوع وخضوع پیدا کرنے والے ہیں۔ کتنے ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور سمجھ کر کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اس کی تفسیر پڑھ رہے ہیں اور اس کو سمجھ رہے ہیں۔ کتنے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ رہے ہیں اس سے علم حاصل کر رہے ہیں۔ علم کلام تو ہمیں اسی سے ملتا ہے۔ بہت سارے سوال آپ کے مشنری بھی لکھ کر بھیج دیتے ہیں، جامعہ کے طلبہ بھی لکھ کر بھیج دیتے ہیں حالانکہ اگر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھی ہوں تو انہی میں ان کے جواب مل جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جو پڑھتے ہیں وہ بھی غور سے نہیں پڑھتے اور اس میں سے جو مطلب نکالنے کی ضرورت ہے وہ نہیں نکالتے۔ اور جو چند ایک علم رکھنے والے ہیں ان کے دماغ میں بعض دفعہ یہ خیال آجاتا ہے کہ ہمارے پاس علم ہے اس لیے ہم دوسروں سے زیادہ superior ہیں حالانکہ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں کہ مربیان کو خاص طور پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بنیادی مصرعہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

تو اصل چیز تو یہ ہے کہ آپ نے دارالوصال کو حاصل کرنا ہے۔ یہ مقصد ہے، یہ ٹارگٹ ہے اور اس کے لیے ہم نے کس طرح ایسی پلاننگ کرنی ہے جس سے ہم جس قدر جلدی ہو سکے کینیڈا کے ہر کونے میں احمدیت اور جماعت کا پیغام پہنچائیں۔ اگر اس طرح آپ لوگ صحیح طرح دل لگا کر کام کرنے والے ہوں اور ہر ایک اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے تو مشنریز انشاء اللہ تعالیٰ اتنا کام کر سکتے ہیں۔

یہ کہنا کہ ہمارے پاس وسائل نہیں، ہمارے پاس فلاں چیز نہیں غلط ہے۔ وسائل نہ ہونے کے باوجود جو وسائل ہیں ان کے اندر رہ کر زیادہ سے زیادہ کام کرنا ہے۔ نئے نئے راستے explore کرنا یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ وسائل کے اندر رہتے ہوئے آپ نے کام کرنا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ وسائل کی کمی رہتی ہے۔ اس لیے اکانومسٹ، دنیادار، معیشت کے ماہرین وہ بھی کہتے ہیں کہ minimum resources and maximum utilities تو یہ آپ کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اپنے محدود وسائل سے آپ زیادہ سے زیادہ کتنا استفادہ کر سکتے ہیں اور اس کے لیے پھر نئے طریقے ایجاد کریں۔ ہر ایک بجائے یہ سوچنے کے کہ مجھے امیر صاحب نے یہ چیز نہیں دی، مجھے مشنری انچارج نے فلاں چیز نہیں دی، میرے پاس یہ کمی ہے، میرے گھر میں یہ کمی ہے، مجھے سکون نہیں ہے، جب اوکھلی میں سر دے دیا تو پھر یہ نہ دیکھیں کہ یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ یہ سوچیں کہ اب جیسے مالک نے مجھے چلانا ہے، اس طرح مَیں نے چلنا ہے۔ اور وہ مالک اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہمیں بڑی واضح ہدایات دے دیں کہ کس طرح ہم نے کام کرنا ہے۔ بے نفس ہو کر کام کریں گے تو انشاء اللہ کامیابیاں ہوتی چلی جائیں گی۔

ایک مبلغ سلسلہ نے سوال کیا کہ لجنہ کی تعلیم وتربیت میں مربی اپنا کس طرح کردار ادا کر سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے مردوں کی اصلاح کریں، لجنہ کی خود اصلاح ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرد خود اپنا نمونہ دکھائے تو عورت تم پر انگلی نہیں اٹھائے گی۔ اگر وہ عورت کو کہے کہ تم یہ کرو اور وہ کرو تو عورت کہے گی کہ پہلے اپنی تو اصلاح کرو۔ تمہارے اپنے اخلاق تو یہ ہیں کہ تم نماز نہیں پڑھتے۔ تمہارے اپنے اخلاق تو یہ ہیں کہ تمہاری زبان گندی ہے، گھر میں گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ تمہارے اپنے اخلاق یہ ہیں کہ بچوں پہ تمہاری زبان کا، تمہارے اخلاق کا، تمہاری حرکتوں کا اثر پڑ رہا ہے۔ تم تو سارا دن ٹی وی یا انٹرنیٹ پر بیٹھے ایسے پروگرام دیکھتے رہتے ہو جو آتے جاتے بچے بھی دیکھتے ہیں تو ان کو لگتا ہے کہ یہ شاید جائز ہے۔ اسی سے پھر بچوں کے اخلاق خراب ہو رہے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے خود نیک بنو تا کہ عورت کو تمہارے پہ انگلی اٹھانے کی ضرورت نہ پڑے۔ اس سبق کو پہلے یاد کریں پھر لجنہ کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ مرد جب اپنا رشتہ کرتا ہے تو وہ حسن، دولت اور خاندان کو دیکھنے کی بجائے دین کو دیکھے۔ ظاہر ہے کہ اس کے اندر دین ہوگا تو وہ دین کو دیکھے گا۔

ایک مبلغ سلسلہ نے سوال کیا کہ کسی معاملے میں اصلاح کی خاطر تحقیق اور تجسس میں ہم کہاں define line کھینچ سکتے ہیں، کھینچ بھی سکتے ہیں یا نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس تربیت کے لیے کوئی معاملہ آتا ہے اور اس کے لیے آپ نے تحقیق کرنی ہے تو اس تحقیق کے لیے آپ معاملات کی گہرائی میں جانے کے لیے ہر ایک کو بلا سکتے ہیں اور معلومات لے سکتے ہیں۔ لیکن پھر آپ کو بہت زیادہ رازدان بننا پڑے گا۔ راز رکھنا پڑے گا۔ جو بھی آپ راز رکھیں گے آپ کے پاس ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ وہ بات باہر نکلے اور دوسرے فریق کے لیے استہزا اور تضحیک یا اس کے جذبات کو مجروح کرنے کا باعث بن جائے۔ اور جہاں آپ کے پاس یہ اختیار ہی نہیں کہ آپ نے تحقیق کر کے جماعتی مفاد کی خاطر یا کسی بھی لحاظ سے اس کا فائدہ حاصل کرنا ہے تو پھر اس معاملے کو آپ چھوڑ دیں۔ جب آپ سے کوئی رپورٹ لینے کے لیے پوچھے اور وہ بات آپ کے علم میں ہے تو آپ ضرور بتائیں اور اگر نہیں پوچھا جا رہا تو آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ راز اس طرح لیں کہ آپ کے پیٹ میں جائے اور وہیں غائب ہو جائے۔ اپنے دل میں رکھیں۔ اپنے بھائی کے راز چھپانا، ستاری کرنا بھی ایک اہم چیز ہے لیکن جہاں جماعتی مفاد ہو وہاں اگر آپ خود سمجھتے ہیں کہ جماعتی مفاد اس سے متاثر ہو رہا ہے اور اس بات کو چھپانے سے جماعت کو نقصان ہو سکتا ہے تو پھر جو متعلقہ عہدیدار ہیں یا امیر جماعت ہے اس حد تک ہی بات پہنچائیں کہ یہ اس طرح ہو رہا ہے اور ہمارے نزدیک جماعت کے لیے یہ نقصان دہ ہے، اس بارے میں آپ تحقیق کر کے اس کے اصلاحی پہلو کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

آپ خود تجسس کر کے، کھود کھود کر نقص نکال رہے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ مقصد نیک نیت ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرما دیا کہ تجسس نہ کرو۔ لَا تَجَسَّسُوْا۔ لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا کہ تحقیق کرو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ فتنہ پیدا کرنے کی نیت سے تحقیق نہ کرو۔ تحقیق وہ کرو جو تمہارے اختیار میں ہے لیکن جہاں تمہارا اختیار ہی نہیں، جہاں تمہارے سے کوئی تعلق نہیں وہاں بلا وجہ کی دخل اندازیاں نہ کرو۔ چسکے لینے کے لیے باتیں نہ کرو۔ ہاں اصلاح کرنے کے لیے کرو۔ نیک نیت ہونا چاہیے۔

ایک مبلغ نے استفسار کیا کہ اگر کوئی شراب خانہ یا تمباکو نوشی اور اسی طرح کا کوئی کاروبار کرتا ہے تو اس کو کیسے سمجھایا جا سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ تمباکو نوشی مکروہ چیز ہے، حرام نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں اگر ہوتی تو شاید حرام ہو جاتی۔ باقی جہاں تک شراب کا تعلق ہے تو قرآن کریم نے بھی اسے منع کر دیا ہے۔ اسلام نے بڑی سختی سے اس کو روک دیا۔ سؤر کھانا تو ایک اضطراری کیفیت میں جائز ہے لیکن شراب پینا کبھی جائز نہیں قرار دیا۔

جہاں تک تمباکو اور سگریٹ وغیرہ کا تعلق ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں یہ مکروہ اور غلط چیز ہے لیکن حرام نہیں کہہ سکتے۔ ایک دفعہ اندھیری آئی، کسی نے حقہ پی کے رکھا ہوا تھا۔ ایک کنارے پہ وہ گر گیا اس کی چلمن میں سے راکھ نکلی جس سے آگ لگ گئی اور پھیل گئی۔ اس پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

اب تو نئی ریسرچ یہ ثابت کرتی ہے کہ جو کہتے تھے ایک گلاس شراب ایک دن میں پی لینا جائز ہے، اب کہتے ہیں کہ ایک گلاس بھی پیو گے تو اسکے بھی نقصانات ہیں۔ اسلامی تعلیم جو بہر حال احسن اور اچھی تعلیم ہے اور اس کے جو فوائد ہیں وہ دنیا پہ اب ثابت ہوتے چلے جا رہے ہیں اور نئی تحقیقات اس کو ثابت کر رہی ہیں۔ تو اس لحاظ سے انکو پیار سے سمجھاؤ، rigidly نہیں۔

ایک مبلغ نے سوال کیا کہ ایک مبلغ کو اپنی تقرری کی مصروفیات اور کسی دیگر جماعتی ذیلی تنظیم وغیرہ میں منتخب کیے گئے عہدے کی خدمت کے درمیان مستحسن توازن کس

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

اُردو

محبّت، نرمی و ملاطفت کی زبان

(ڈاکٹر طارق احمد ایس.ایم.او، نور ہسپتال قادیان)

اردو زبان کے تعلق سے ماہ اپریل 2025ء میں ایک معاملہ ہندوستان کی عدالت عظمٰی کے معزز جج صاحبان محترم سدھانشو ڈھلیا اور محترم کے.ونود چندر نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے تبصرہ فرمایا:

"Language is not religion. Language does not even represent religion. Language belongs to a community, to a region, to people and not to religion. A comprising justice Sudhanshu Dhulia and K.Vinod Chandran said, dismissing plea that objected to display of an Urdu signboard outside Patur civic body office.*** The prejudice against Urdu stems from the misconception that Urdu is alien to India. This opinion, we are afraid, is incorrect as Urdu like Marathi and Hindi is an Indo Aryan language."

(The Hindustan Times 04.04.2025)

زبان نہ تو مذہب ہے اور نہ ہی مذہب کا نمائندہ ہے۔ زبان ایک سماج ایک علاقہ اور ایک قوم کی ہوتی ہے نہ کہ ایک مذہب کی۔ یہ تعصب اسی غلط فہمی کی وجہ سے ہے کہ اردو باہر کی زبان ہے مراٹھی اور ہندی کی طرح نہیں۔ یہ ایک انڈو آرین زبان ہے اور اسی ملک میں اسکا جنم ہوا ہے باہر سے نہیں آئی۔

واقعہ دراصل یوں ہے کہ صوبہ مہاراشٹرا کے ضلع اکولا کے پیٹور کی میونسپل کاؤنسل کی بلڈنگ پر ایک سائن بورڈ پر اردو میں نام لکھا گیا تھا جس پر ایک کاؤنسلر مکرمہ ورسا تائی صاحبہ نے اعتراض کیا اور معاملہ عدالت تک پہنچ گیا۔ پھر ہائی کورٹ میں بھی اسکی عرضی خارج ہو کر سپریم کورٹ گئی۔ جہاں سے اسے ناکام اور نامراد لوٹنا پڑا۔ ہندوؤں کے متعصب طبقہ کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ موجودہ ملکی حالات میں جب کہ محبت، انسانیت، مذہبی رواداری اور بھائی چارہ کے بجائے کچھ سیاسی اور مذہبی رہنماؤں نے نفرت کا بازار گرم کر رکھا ہے امید ہے کہ وہ اپنی کرتوت سے باز آئیں گے۔

تاہم اس مایوس کن حالت میں روشنی کی ایک شعاع اور اچھائی کی ایک جھلک نظر آئی ہے کیونکہ اس تعلق سے کئی مشہور اخبار کے مدیران، کئی عالم، ذہین و فہیم روشن خیال دانشور اور معاشرتی تبصرہ نگار احباب نے اخباروں میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جو پڑھنے اور جاننے کے لائق ہیں اور میں یہاں کچھ انگریزی اخباروں میں شائع شدہ چند اقتباسات درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جو سراسر اردو کے حق میں ہیں۔

قبل اسکے خاکسار یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ میری تعلیم اڑیہ، انگریزی اور سنسکرت زبان میں ہوئی ہے۔ نیز جماعت کا لٹریچر پڑھتے پڑھتے میں نے کچھ اردو زبان کی شیرینی، انداز بیان، نزاکت، نظم و نثر میں مصفا و ملائم بہاؤ اور دل چھو لینے والی کشش نے مجھے اس زبان کو سیکھنے میں ہمیشہ آمادہ کیا۔ باقی زبانیں بھی اچھی ہیں لیکن جو مٹھاس اردو زبان میں ہے وہ کسی میں نہیں۔ اسکی شعر و شاعری کا کوئی مقابلہ نہیں اگرچہ میں اس زبان کا طفل مکتب ہوں۔ مسلمانوں کے ایک بڑے حصہ نے اردو کو اپنایا ہوا ہے لیکن اس کا تعلق اسلام سے نہیں ہے صرف برصغیر ہند و پاک میں اردو بولی جاتی ہے کیونکہ اس کی پیدائش بھی یہیں پر ہوئی ہے باقی تقریباً 50 سے زاید ممالک میں جہاں پر مسلمانوں کی کثیر آبادی ہے اردو نہیں بولی جاتی یہاں تک کہ ہندوستان کے کیرلہ، تامل ناڈو، کشمیر اور بنگال صوبہ جات میں بھی جہاں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے اُردو نہیں بولی جاتی۔ بنگلہ دیش نے بھی اردو کے خلاف جا کر پاکستان سے علیحدگی اختیار کی۔ میری طرح اور بھی غیر مسلم احباب ہیں جو اردو سیکھنے اور پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ کچھ مشہور و معروف ہندو سکھ ادیب بھی ہیں جنہوں نے اردو زبان کو پروان چڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جناب مدیر صاحبہ The Tribune نے Urdu is our own کے زیر عنوان لکھا۔

After the mosque it's Urdu that seems to have become an eyesore for the hate brigade in India. Describing Urdu as the finest specimen of the "Ganga Jamuni tehzeeb", the court asserted that viewing it as a language of Muslims was a pitiable digression" from reality as well as unity in the diversity. The apex court rightly pointed out that the word Hindi itself came from the Persian 'Hindavi'. That won't be music to the ears of Hindutva zealots.

(The Tribune 17.04.2025)

انگریزی اخبار The Tribune کے 17.04.25 کے اداریہ میں مکرمہ جیوتی ملہوترہ صاحبہ نے لکھا ہے کہ اردو ہماری اپنی ہے ہندوستان میں نفرت پھیلانے والی فوج کے دستہ کیلئے مسجد کے بعد لگتا ہے اردو آنکھوں کا خار بنی ہوئی ہے۔ عدالت نے اردو کو گنگا جمنی تہذیب کا بہترین نمونہ بتایا ہے اور اسے مسلمان کی زبان کہنا بڑے افسوس کی بات ہے۔ لفظ ہندی، فارسی، ہندوی سے آیا ہے اور یہ بات کٹر پنتھی ہندوؤں کو اچھی نہیں لگے گی۔

اگرچہ کچھ مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے اردو کو ختم کرنے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اب بھی اتر پردیش میں ایک کثیر تعداد اردو بولنے والے لوگوں کی ہے۔ شمالی ہندوستان کے اکثر صوبہ جات میں ابھی بھی اردو بولنے والے بہت لوگ مل جائیں گے لیکن جنوبی ہندوستان میں بھی مہاراشٹرا، آندھرا پردیش، تلنگانہ، کرناٹک اور اڈیشہ میں بھی ایک اہم طبقہ اردو بولنے والا ہے۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر امیں 75.4 لاکھ اور کرناٹک میں 66.18 لاکھ (یعنی 10.83 فیصد آبادی) اردو بولتی ہے۔ اردو کے لفظی معنی ترک زبان میں لشکر کے ہوتے ہیں۔ چودھویں صدی میں فارسی بولنے والے فوجی جب ہندوستان کے برج، اودھی اور کھڑی بولی بولنے والے لوگوں سے بات چیت کرتے رہے، تو اس طرح سے ایک کھچڑی زبان یا یوں کہئے کہ لشکری زبان اردو کی صورت میں پیدا ہوئی جو دراصل ترکی، فارسی، عربی، کھڑی بولی، بھوجپوری، اودھی، برج وغیرہ کے سنگم سے پیدا ہوئی۔ قرآن شریف کا ترجمہ اردو میں اٹھارویں صدی میں کیا گیا جبکہ اس سے قبل تلسی داس جی کی تحریرات میں اردو کے الفاظ پائے جاتے ہیں ہماری روز مرہ کی زندگی میں عدالت، کچہری اور دیگر اداروں میں روزانہ کی بول چال میں اردو الفاظ کا استعمال بلا جھجک ہوتا ہے بڑے بڑے شاعر نہ صرف اردو شاعری کرتے رہے بلکہ اس زبان کے بڑے مداح بھی ہیں۔ ایک مشہور و معروف شاعر جناب سمپورن سنگھ کالرا عرف گلزار صاحب نے ایک فلم میں جو گانا لکھا تھا اس میں ایک شعر یہ تھا:

”وہ یار ہے جو خوشبو کی طرح
وہ جس کی زبان اردو کی طرح“

آنند بخشی، فراق گورکھپوری، شیلیندر وغیرہ بہت اچھے ہندو شعراء اردو میں کمال کی شاعری کرتے رہے جس کو کیا ہندو، کیا مسلمان، کیا سکھ وغیرہ سب اہل زبان پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح 18 اپریل 2025ء کے ٹریبیون میں Letters to the Editor کے کالم میں محترمہ سادھنا صاحبہ نے لکھا ہے کہ بہت سارے ہندو مصنفین جیسے منشی پریم چند، کرشن چند، ترلوک چند محروم وغیرہ کا اردو مضمون نویسی میں ایک اہم حصہ رہا ہے ”اپنی اردو محبت کی زبان تھی مگر سیاست نے اسے مذہب سے جوڑ دیا ہے۔“

چونکہ ہندوستان کے شمالی اور درمیانی علاقہ میں مسلمان زیادہ تر اردو بولتے ہیں اس لئے متعصب ہندو سیاست دانوں کو اردو سے نفرت ہوگئی۔ ساحر لدھیانوی نے اردو زبان کو ہندوستان میں ختم کرنے کی مہم کو دیکھتے ہوئے بڑے افسوس، دکھ اور حسرت کے ساتھ ”جشن غالب“ کے موقعہ پر جو لکھا تھا اُس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

جن شہروں میں گونجی تھی غالب کی نوا برسوں
ان شہروں میں اردو بے نام و نشاں ٹھہری
آزادئ کامل کا اعلان ہوا جس دن
معتوب زبان ٹھہری غدار زبان ٹھہری
جس عہد سیاست نے یہ زندہ زباں کچلی
اس عہد سیاست کو مرحوموں کا غم کیوں ہے
غالب جسے کہتے ہیں اردو کا ہی شاعر تھا
اردو پہ ستم ڈھا کر غالب پہ کرم کیوں ہے

معروف معاشرتی تبصرہ نگار محترمہ اِرا پانڈے صاحبہ نے 27 اپریل 2025ء کے ٹریبیون اخبار میں اس تعلق سے اپنا اظہار خیال جس طرح کیا ہے اس کا چیدہ چیدہ درج ذیل حصہ قارئین کے لئے پیش ہے۔

I have been reading with great interest what several eminent writers and public intellectuals have to say about a determind campaign led by right wing Hindu gangs (that is what they appear to be, for they have nothing but hatred for Muslims and their tongue as a weapon in their arsenal) against Urdu. They seem determined to drag out one of the sweetest and most civil languages of this country and flog it to death. For someone who has grown up in Uttar Pradesh and admired the gentle tones of public speech and the terms of address that Urdu brought into everyday street speak, I am aghast at the crudeness with which this language is being attacked.

Urdu celebrates syncretic ethos of this country in ghazals, qawwalis and dohas and is understood many more than the kind of Sanskritised Hindi that is being tried to be placed in its stead.

میں کئی سارے ممتاز مصنفین مشہور عوامی شخصیات اور دانشوران جو کٹر پنتھی ہندو ٹولی کی اردو کے خلاف مضبوط مہم (ایسا ہی لگتا ہے کہ ان کے اسلحہ خانہ میں سوائے مسلمانوں کے اور ان کی زبان کے خلاف نفرت بطور اوزار کے اور کچھ بھی نہیں ہے) کے بارے میں جو کہتے ہیں ان سب کو بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھتی رہتی ہوں۔ یہ لوگ مصمم ارادہ کے ساتھ اس ملک کی ایک میٹھی اور بہت ہی شائستہ بولی کو کھینچ کر موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتے ہیں۔ میرے جیسا ایک فرد جو اتر پردیش میں پلی بڑھی ہے اور عوامی تقریر کے نرم لہجے اور اردو زبان کی روزمرہ کی گلیوں میں آنے والے اصطلاحات کی تعریف کرتی ہے، میں اس بے رحمی سے پریشان ہوں جس کے ساتھ اس زبان پر حملہ کیا جا رہا ہے۔

اردو نے غزل، قوالی اور دوہا کی صورت میں اس ملک کے نفس کو ابھارا ہے اور یادگار بنایا ہے اور Sanskritised Hindi سے جس کو اس کی جگہ تھوپا جا رہا ہے اردو کو کئی گنا لوگ سمجھتے ہیں۔

جناب آلوک رائے صاحب انگریزی پروفیسر دہلی یونیورسٹی 19 اپریل 2025ء کے ٹریبیون میں زیر عنوان "War on Urdu is war on our composite culture" لکھتے ہیں:

Of course Urdu, is a product of centuries of cultural and linguistic mixing among diverse peoples on and around the fertile plains of north India.

And Urdu is but one gem produced in this process and Varshatai would be hard put to find any Urdu outside the subcontinent except among expatriate communities who long for its fluent eloquence, its sinuous charm.

اردو پر حملہ ہماری ملی جلی تہذیب پر حملہ ہے جی ہاں بے شک شمالی ہندوستان کے زرخیز ہموار علاقے کے مختلف لوگوں کی زبان اور تہذیب کی صدیوں کی ملاوٹ کی اردو پیداوار ہے۔ ایک گوہر جو اس طریقہ عمل میں پیدا ہوئی ہے اور Varshatai کو برصغیر ہندوستان کے باہر اردو نظر آنا مشکل ہے سوائے شہر بدر رعایا میں جو اس کی فصاحت و بلاغت اور لہر دار کشش کو ترستے ہیں۔

محترم وی.کے.آنند صاحب 18 اپریل 2025ء کے ٹریبیون میں Letters to the Editor کے کالم کے حصہ میں لکھتے ہیں:

Undoubtedly, the Urdu language is part and parcel of Indian history, culture and literature. Many

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

میں آپ کوتاکید کرتاہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کریں آپ کوایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں

آپ کو باقاعدگی سے میرے خطبات جمعہ اور دیگر تقاریب ومواقع پر کئے جانے والے خطابات سننے چاہئے اس کے ذریعہ آپ خلافت کے ساتھ ایک مستقل رابطہ قائم رکھ سکیں گے اور اپنے ایمان کو بھی مضبوط کرنے والے ہوں گے

آپ کو اپنی روزمرہ زندگی اور طرز عمل میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہئے، سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ میں اسلام کی خدمت کا شوق اور جذبہ پیدا ہونا چاہئے اور ہمارے خالق، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

نیوزی لینڈ کی تمام آبادی تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو مسلسل پھیلانے کے لئے آپ کو دانشمندی سے منصوبہ بندی کرنی چاہئے نیز نئے طریقے اور مؤثر پروگرام مرتب کریں

چھتیسویں جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ 2025ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ اپنا چھتیسواں جلسہ سالانہ ۱۷ و ۱۸/جنوری ۲۰۲۵ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے، آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں اور ہمارے مذہب یعنی اسلام اور ہمارے پیارے نبی کریم محمد ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کے متعلق علم وفہم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

یادرکھیں کہ یہ کوئی معمولی دنیاوی تقریب یا تہوار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس جلسے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ جماعت کے مخلص افراد دینی استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو آگے بڑھائیں۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ مختلف دوستوں سے ملنے سے بھائی چارے کا دائرہ وسیع ہوگا اور ان کے باہمی تعلقات مضبوط ہوں گے۔ (ماخوذ از آسمانی فیصلہ)

اس لیے آپ کو اس منفرد اجتماع کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے اور تقویٰ یعنی راستبازی کے اپنے معیار کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور اپنے اندر حقیقی خشیت اللہ پیدا کریں۔ آپ کو اپنے نفس کو بہتر بنانے اور اپنی اخلاقی حالت کو پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ آپ ان اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرسکیں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کے ممبران سے توقع رکھتے تھے۔

بے شک یہ جلسہ آپ کے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور آپ کو نہ صرف ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنے بلکہ بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی ایک عمدہ مثال قائم کرنے کے قابل بنانا چاہیے۔ آپ کو اپنی روزمرہ زندگی اور طرز عمل میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ میں اسلام کی خدمت کا شوق اور جذبہ پیدا ہونا چاہیے اور ہمارے خالق، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ’’یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہوکر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ...... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔‘‘

(اشتہار (اعلان)، ۲۹/مئی ۱۸۹۸ء

مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۷-۴۸)

میں آپ کوتاکید کرتاہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مضبوط تعلق قائم کریں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ بالخصوص آپ کو باقاعدگی سے میرے خطبات جمعہ اور دیگر تقاریب ومواقع پر کیے جانے والے خطابات سننے چاہیے۔ اس کے ذریعہ آپ خلافت کے ساتھ ایک مستقل رابطہ قائم رکھ سکیں گے اور اپنے ایمان کو بھی مضبوط کرنے والے ہوں گے۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرواتا ہوں جو جماعت کے ہر ایک فرد کی ڈیوٹی اور ذمہ داری ہے۔ ایک گذشتہ خطبہ میں مَیں نے احباب جماعت کو یوں یاددہانی کروائی تھی: ’’ہمارے سے اگر پوچھا جائے گا تو صرف اتنا جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھنا ہے کہ کیا ہم نے پیغام پہنچایا؟ یا پھر کیوں ہم نے اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا نہیں کیا؟ اور کیوں اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نہیں کیا؟...... تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ پیغام پہنچانا ہے۔ حق کا پیغام دنیا کے ہر شخص تک پہنچانا ہے۔ اسلام کی خوبیوں اور خوبصورت تعلیم کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے۔ وہ کئے جاؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۸/ستمبر ۲۰۱۷ء)

لہٰذا نیوزی لینڈ کی تمام آبادی تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو مسلسل پھیلانے کے لیے آپ کو دانشمندی سے منصوبہ بندی کرنی چاہیے نیز نئے طریقے اور مؤثر پروگرام مرتب کریں۔

آخر میں مَیں آپ سب سے کہتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور پختہ عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ اپنی زندگیوں میں تمام خالص تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آپ نے جو بیعت کی ہے اس کی ہر ایک شرط پر قائم رہ سکیں اور اسے پورا کرسکیں۔ ان شاءاللہ، اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 26 مارچ 2025ء)

❁ ❁ ❁ ❁

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم جی نیاز احمد قریشی صاحب آف بنگلور

محمد کلیم خان مبلغ انچارج مڈیکری کرناٹک

مکرم جی نیاز احمد صاحب بنگلور کے قریشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی اہلیہ کے افراد خاندان کچھ تو احمدی ہیں اور باقی اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو اپنے بڑے برادر نسبتی محترم محمد عظمت اللہ صاحب قریشی مرحوم کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا پیغام وقتاً فوقتاً پہنچتا رہتا تھا۔ اسی دوران جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخ اخبار بدر میں شائع ہوئی۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی غرض سے خاندان کے بہت سارے افراد نے ارادہ کیا۔ مکرم جی نیاز احمد صاحب قریشی بھی اس قافلہ میں شامل رہے۔ دوران سفر تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا قادیان دارالامان کے مقامات مقدسہ اور وہاں کے روحانی ماحول سے بہت متاثر ہوئے اور جلسہ سالانہ قادیان 1998 میں حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور کے سامنے بیعت فارم پر کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی توفیق پائی الحمدللہ۔

جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد جماعت کی مسجد میں باوجود دور ہونے کے باقاعدہ نماز میں آنے لگے اور ہر جماعتی پروگرام میں شامل ہونے لگے۔ چونکہ آپ کا کاروبار بکروں کا تھا اور گوشت کی دکان بھی تھی۔ اور آپ کے غیر احمدی دوست احباب اور رشتہ دار بھی گوشت اور بکروں کا کاروبار کیا کرتے ہیں۔ جب ان کو مکرم جی نیاز احمد صاحب قریشی کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا علم ہوا تو پوری Society اور منڈی میں مخالفت کا طوفان اُمڈ آیا۔ پہلے ہی ان کے برادر نسبتی صاحبان کا برادری سے بائیکاٹ تھا۔ منڈی میں کوئی ان سے نہ بات کرتا تھا اور نہ ہی خرید وفروخت کرتا تھا۔ مخالفت اتنی زیادہ ہوگئی کہ بنگلور کے شواجی نگر جہاں اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے، مخالفت کی وجہ سے اپنا ذاتی مکان فروخت کرکے دوسرے محلہ جہاں رشتہ دار آباد تھے ان کے قریب مکان خرید لیا اور وہیں مقیم ہوگئے۔

مخالفت تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ علماء کے بہکانے پر محلہ کے مخصوص مقامات پر اشتہارات چسپاں کردیے گئے کہ

’’قادیانیوں کو قتل کرنا باعث ثواب ہے‘‘

پولیس کاروائی کی گئی تب جاکر مخالفت کچھ کم ہوئی۔

اسی اثناء میں مکرم جی نیاز احمد صاحب مرحوم اور شیواجی نگر کے دو احمدی احباب مکرم محمد عظمت اللہ صاحب قریشی مرحوم جو کہ اس وقت جماعت کے سکریٹری تبلیغ ہوا کرتے تھے اور مکرم محمد عبید اللہ صاحب قریشی کو جمیعت القریش نے اپنے Hallassociation میں بات چیت کرنے کی غرض سے بلایا جہاں ان کی Association کے جنرل سکریٹری سے کچھ بات چیت ہوئی اور مزید جماعتی گفتگو کرنے کے لئے جنرل سکریٹری صاحب نے آئندہ بلانے کے لیے کہا۔ جب ان کے دیے ہوئے وقت کے مطابق ہمارا جماعتی وفد جس میں ان تین افراد کے علاوہ خاکسار اور محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر جو کہ اس وقت مبلغ انچارج حیدرآباد تھے۔ اور مکرم محمد سلیم اللہ صاحب مرحوم جو کہ اس وقت سکریٹری امو عامہ کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کے آفس شام کے وقت پہنچے تو وہ اور ان کے علماء نے ہم سے کسی قسم کی گفتگو کرنے سے منع کردیا۔ جس کا مکرم جی نیاز احمد صاحب پر ایک اچھا اثر ہوا کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو گفتگو سے کیوں منع کرتے ہر حال میں گفتگو کرتے۔

مکرم جی نیاز احمد صاحب پڑھے لکھے تو نہیں تھے مگر ذہین اور ایمان ویقین میں پکے تھے۔ دوکان پر جب بھی موقع ملتا تبلیغ میں لگ جایا کرتے تھے۔ چندہ مکمل ادا ہونے کے باوجود کچھ نہ کچھ مرکزی نمایندہ کے آنے پر چندہ دیا کرتے تھے۔

ایک بار بکروں کی منڈی میں مخالفت پھر سے شروع ہوگئی اور تمام لوگوں نے آپ سے سلام کلام بند کردیا تو آپ نے ذاتی طور پر ایک اشتہار کسی سے لکھوا کر منڈی میں صبح سویرے ہی چسپاں کردیا۔ جب مخالفین نے اس اشتہار کو پڑھا تو ان کے ہوش اڑ گئے اور پھر خاموشی کے علاوہ ان کے پاس کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔ اس اشتہار میں مکرم جی نیاز احمد صاحب مرحوم نے لکھا کہ آپ لوگوں نے مجھ سے سلام کلام بند کردیا ہے۔ اگر آپ لوگوں میں کوئی سچائی ہے تو آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کرلو۔ اور اے جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے والو اگر تم سچے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر قرآن مجید کی رو سے زندہ ثابت کرکے دکھا دو تو میں تم کو وہیں پچاس ہزار روپے اپنی طرف سے نقد انعام دوں گا اور اپنے عقیدہ کو ترک کرکے آپ لوگوں میں شامل ہوجاؤں گا۔

احمدیہ مسجد بنگلور سے حلقہ شیواجی نگر تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جہاں احمدی افراد کے قریب قریب مکانات ہیں ان کی سہولت کے لئے مکرم جی نیاز احمد صاحب نے اپنے مکان کے ایک حصہ کو خالی کردیا اور وہاں باقاعدہ نماز باجماعت کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

آپ کی پہلی بیوی جو کہ غیر احمدی تھیں ان سے ایک بیٹا ہے۔ آپ کو ہمیشہ یہی فکر رہتی کہ کسی طرح ان کا بیٹا بھی جماعت میں شامل ہو جائے۔ اس کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی اور قادیان دارالامان بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر

لیکر گئے۔ مگر وہ جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار نہ کر سکا۔

آپ عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ وفات سے دو تین دن قبل جماعتی اجلاس میں شریک ہوئے۔ 13 فروری 2025 کی صبح خود ہی گھر کے قریب ایک ڈاکٹر کے پاس چلے گئے وہ انجکشن تیار کر ہی رہا تھا کہ کرسی سے نیچے لڑھک گئے اور وہیں آپ کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ بوقت وفات آپ کی عمر 76 سال تھی۔ دوسرے دن بنگلور کے احمدیہ قبرستان میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور بعدہ تدفین عمل میں لائی گئی ۔ کثیر تعداد میں افراد جماعت نے شمولیت کی۔

آپ بے انتہا مہمان نواز، مرکزی نمائندگان کا احترام کرنے والے تھے۔ مقامی مبلغ صاحب کے ساتھ نہ صرف ذاتی رابطہ ہوا کرتا تھا بلکہ اپنے محلے میں تعلیم و تربیت کی خاطر آنے کے لیے کہا کرتے تھے اور اپنے گھر میں اجلاس کا انتظام کیا کرتے اور ہر ممکن آپ اور آپ کی اہلیہ محترمہ مہمان نوازی کرتے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ ناظرہ بیگم صاحبہ ایک نیک اور متقی خاتون ہیں۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ توفیق دی کہ اپنے شوہر کو ہر ممکن جماعتی معلومات فراہم کرتی رہیں۔

آپ کی تین بیٹیاں ہیں: محترمہ نسیمہ انور صاحبہ اہلیہ مکرم محمد انور اللہ صاحب بنگلور، محترمہ عائشہ مقصود صاحبہ اہلیہ مکرم مقصود احمد صاحب بنگلور اور محترمہ تسنیم مظہر صاحبہ اہلیہ مظہر احمد قمر صاحب بنگلور۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ تینوں بیٹیاں صاحب اولاد اور مخلص احمدی ہیں۔ الحمد للہ۔ مکرم جی نیاز احمد صاحب مرحوم خلافت کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے اور خلافت کی ہر تحریک پر حصہ لینے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب خاص میں مقام عطا فرمائے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ اور بچیوں کو آپ کی نیکوں کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

❁❁❁

بقیہ مضمون (اُردو) از صفحہ نمبر 12

impressive words in local dialects have been borrowed from Urdu. Urdu elicit compassion and affection. Recitation of shayari is incomplete without endearing words like aarzoo, deedar, ehsas, gulshan, and naaz.

بلا شبہ اردو زبان ہندوستان کی تاریخ، تہذیب اور ادب کا اٹوٹ حصہ ہے بہت سارے مؤثر الفاظ ہماری مقامی زبانوں میں اردو سے لئے گئے ہیں اردو ہمدردی اور محبت ظاہر کرتی ہے۔ آرزو، دیدار، احساس، گلشن اور ناز جیسے خوبصورت امتیازی الفاظ کے بغیر سخن شاعری نامکمل رہتا ہے۔ پرشاد بھارتی کی سابقہ صدر محترمہ مرنال پانڈے صاحبہ 22 اپریل 2025ء کے انڈین ایکسپریس کی اشاعت میں لکھتی ہیں کہ:

Interestingly, with literacy level low in the Hindi belt and more Persian script writers being available courtesy of the Mughal court by the 1820s. Calcutta, and not Delhi or Awadh, rose to be a major centre for publishing books it both Urdu and Hindi. Two popular newspapers came up under the ownership of not Muslims, but Bengali Hindus: Raja Ram Mohan Roy' s Persian weekly Mirat-ul-Akhbar, and Harihar Dutta' s (originally a publisher of Bengali books) Urdu newspaper, Jam-e-Jahan Numa. Once cost effective and portable litho publishing reached Bihar, Agra and Awadh, Urdu publishing began to flourish there as well.

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندی علاقہ میں ادب کا معیار کم، اور مغل عدالتوں کے طفیل فارسی میں دستی تحریر کرنے والے زیادہ لوگوں کے دستیاب ہونے کی وجہ سے دہلی یا اودھ کی بجائے کلکتہ ہندی اور اردو کی کتب شائع کرنے کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔ مکرم راجہ رام موہن رائے کا فارسی ہفتہ وار اخبار مرأت الاخبار اور ہری ہر دتہ کا اردو اخبار جام جہاں نما دونوں عوام کے ہردلعزیز اخبار بنگالی ہندو نہ کہ مسلمانوں کے زیر ملکیت جاری ہوئے۔ جب یہ کم لاگت سود مند ہلکی شئے پتھر کا چھاپا اخبار بہار، آگرہ اور اودھ پہنچنے لگا تو وہاں پر بھی اردو میں طباعت و اشاعت پھلنے پھیلنے لگی۔

آزادی کے ان 78 سالوں میں اردو زبان تیزی سے سمٹتی جا رہی ہے۔ اب اکثر اسکول و کالجوں میں جہاں اردو اور فارسی پڑھائی جاتی تھی، پڑھائی نہیں جا رہی ہے کیونکہ سرکار کی طرف سے اردو کو پڑھانے کے بجائے کچلنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اب ہندو سکھ تو درکنار مسلمانوں کے بچے بھی اردو نہیں پڑھتے ہیں۔ جن گھروں میں اردو بولی جاتی ہے ان کے بچے تھوڑی بہت اردو تو بول لیتے ہیں مگر لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ جماعتی اخبارات یا رسائل اور دیگر لٹریچر جو اردو میں ہیں ان کو خرید کر پڑھنے والے احمدی بھی کم ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ وہ اردو پڑھ نہیں سکتے جبکہ جماعت کی زیادہ تر کتب اور دیگر لٹریچر نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات اردو میں ہیں۔ کچھ کے تو دیگر زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں لیکن سب کے نہیں ہوئے۔ نیز اصل عبارت کے پڑھنے کا مزہ اور اثر الگ ہی ہوتا ہے۔

لہٰذا جماعت کی بھی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اردو کو فروغ دے۔ صرف قادیان میں کافی حد تک اس طرف توجہ دی جا رہی ہے اور وہ کافی نہیں ہے۔ جو معلم یہاں سے فارغ ہو کر جاتے ہیں ان کی اردو اتنی کمزور ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ وہ آگے جا کر کیا اردو پڑھائیں گے۔ ہر چھوٹی بڑی جماعت میں اردو پڑھانے اور سکھانے کی باقاعدہ ایک مہم جاری ہونی چاہئے ورنہ جماعت تو آئندہ 100 سالوں میں ان شاء اللہ بیشتر جگہوں پر پھیل جائے گی لیکن اردو پڑھنے لکھنے والے احمدیوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی، کیونکہ ہندوستان جہاں اردو کی پیدائش ہوئی ہے اور جہاں جماعت کی بنیاد پڑی ہے وہاں اردو کو ختم کرنے کی مہم بہت تیزی سے چل رہی ہے اور جب یہاں اردو برائے نام رہ جائے تو باقی دنیا میں جہاں اردو نہیں بولی جاتی ہے اور نہ وہاں اس کا نام و نشان ہے، وہاں کس طرح پھیلے گی وہ تو صرف بڑی بڑی یونیورسٹی میں تحقیق کے مقالہ کے طور پر رہ جائے گی۔

(ڈاکٹر طارق احمد ایس۔ ایم۔ او۔ نور ہسپتال قادیان)

❁❁❁

بقیہ آن لائن ملاقات (مبلغین کینیڈا) از صفحہ نمبر 11

طرح قائم کرنا چاہیے؟

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک ویژن دی تھی کہ ایک وقت یہ آئیگا کہ ہم اپنے دفتروں میں بجائے اسکے کہ دوسرے لوگ بھرتی کریں ہم مربیان کو اس کام پر لگائینگے کیونکہ وہ زیادہ بہتر طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔ تو بہرحال آپ mta میں کام کر رہے ہیں۔ یہاں تو توازن کا کوئی سوال ہی نہیں۔ آپ کو جماعت کا کام سپرد کیا گیا ہے۔ یہ محاذ اور مورچہ آپ کا کھڑا کیا ہے۔ آپ کو درّے پر بٹھایا ہوا ہے۔ درّے پر بیٹھے رہیں۔ جن کو جہاد کے لیے بھیجا ہوا ہے وہ جہاد پر چلے جائیں گے۔ تو یہ بھی تو ایک جہاد ہے جو آپ mta کے ذریعہ کر رہے ہو۔ mta کے ذریعہ سے لاکھوں لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ آپ لوگوں کے ذریعہ سے تو اتنا پہنچتا ہی نہیں جتنا mta کے ذریعہ سے پہنچتا ہے۔ مجھے ایک ایک مہینے میں سینکڑوں خط آ جاتے ہیں جہاں ذکر ہوتا ہے کہ لوگ mta سن رہے ہوتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے ان کو احمدیت کا تعارف حاصل ہوتا ہے۔

مبلغ نے عرض کی کہ حضور اگر ایم ٹی اے میں یا کسی بھی تقرری کے دوران اسی مربی کی ایک اور ذیلی تنظیم میں کسی منتخب عہدے پر تقرری ہو جائے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ mta کی ڈیوٹی آپ کوئی چوبیس گھنٹے تو نہیں کر رہے ہوتے۔ آپ اگر چاہیں تو اپنی ذیلی تنظیموں کو وقت دے سکتے ہیں اور دینا چاہیے۔ یہ تو نیت پہ منحصر ہے۔ مربی کی کیا بات کر رہے ہو جو دنیا کمانے والے ہیں جو ہمارے جماعتی نظام میں عہدیدار ہیں ان میں سے اکثریت جو ہے وہ آٹھ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دے کے پھر سفر کر کے اپنے کام سے واپس آ کر پھر جماعتی کام میں اپنا وقت دیتے ہیں۔ وہ بھی تو ایک، دو، تین گھنٹے وقت دیتے ہیں۔ تو آپ لوگ مربی جنہوں نے کہا ہے کہ ہم واقف زندگی ہیں۔ تو آپ کو اسکے لیے دو تین گھنٹے نکالنے چاہئیں۔ جماعت احمدیہ میں تھکاوٹ کوئی چیز نہیں ہے۔ آٹھ گھنٹے بھی کام کریں تب بھی دو گھنٹے آرام سے دے سکتے ہیں۔

اور لوگ دس گھنٹے دنیا میں کام کرتے ہیں۔ کمانے والا بارہ بارہ گھنٹے کام کرتا ہے۔ امریکہ میں ہمارے ایک صاحب تھے وہ بتا رہے تھے کہ میرا جو باس ہے اس کی بڑی بزنس کمپنی ہے۔ وہ صبح ہم سے پہلے دفتر آیا ہوتا ہے اور ہمارے جانے کے بعد جاتا ہے۔ اگر وہ بارہ اٹھارہ گھنٹے اپنے پیسہ کمانے کے لیے کام کر سکتا ہے تو آپ لوگ کیوں نہیں کر سکتے جو نعرہ لگاتے ہیں ہم وقف زندگی ہیں ہم جان بھی قربان کر دیں گے، ہم یہ بھی قربان کر دیں گے اور فلاں بھی قربان کر دیں گے اور ہم کچھ کر کے دکھا دیں گے۔ پھر کچھ کر کے دکھاؤ۔ سوال پوچھنے کی ضرورت کیا ہے؟

ہم بھی دفتر میں کام کرتے تھے اس کے بعد ذیلی تنظیموں میں بھی کام کرتے تھے۔ بعض دفعہ رات نو، دس، گیارہ بجے خدام الاحمدیہ کے دفتر سے واپس آ رہے ہوتے تھے۔ یہ تو اپنے آپ کو آرگنائز کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح آپ نے آرگنائز کیا ہے۔

ایک مبلغ نے سوال کیا کہ بعض مربیان کو فیلڈ میں خاص طور پر مقامی عہدیداران اور انتظامیہ کے ساتھ کچھ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ بطور مربی سلسلہ کس طرح ان مشکلات اور حالات سے نکلا جائے تا کہ ایک خوشگوار ماحول پیدا ہو اور کام کرنے میں کامیابی ہو؟

حضور انور نے فرمایا ایک تو یہ کہ مربیان یہ سمجھیں کہ انہوں نے انتظامی معاملات میں دخل نہیں دینا۔ تربیت اور تبلیغ کا جو شعبہ ہے وہ ان کا اصل مقصد ہے اس کے لیے شعبہ تربیت اور شعبہ تبلیغ کے جو سیکرٹریان ہیں ان سے ملیں کہ آؤ ہم ایک coordinated پروگرام بناتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہم اکٹھے ہو کر کام کریں۔ اور صدر جماعت کو بھی اس میں involve کریں۔ جہاں یہ تاثر ملے کہ کسی وجہ سے کوئی rift پیدا ہو رہی ہے تو اس میں آپ صدر جماعت کو کہیں کہ اس کو دور کرنا چاہیے۔

ایک تبلیغ کی کمیٹی اور ایک تربیت کی کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی میں ہمیشہ مربی کا رول ہونا چاہیے۔ جب ایسا ہو گا تو پھر coordinated کام ہو رہے ہوں گے۔ اس میں پھر رفٹ کے کم امکانات ہوتے ہیں۔

ہمارا مقصد احمدیت کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے، پھیلانا ہے اور اپنے لوگوں کی تربیت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کے لیے ہم اپنی اکٹھی کوشش کریں۔ صرف یہی نہیں بلکہ میں تو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ کو بھی اس میں شامل کریں۔

ایک مبلغ سلسلہ نے ذکر کیا کہ چند سال قبل ایک سرکلر موصول ہوا تھا جس میں مبلغین کو واٹس ایپ گروپس میں شامل ہونے سے منع کیا گیا تھا۔ جماعت میں ابھی بھی مختلف مقاصد کے لیے کئی گروپس موجود ہیں جو کام وغیرہ کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے سرکلر کے بعد ایک اَور سرکلر جاری ہوا تھا جس میں وضاحت کی گئی تھی کہ جماعتی گروپس میں شامل ہونے کی اجازت ہے۔ صرف ذاتی طور پر بنائے گئے گروپس میں شامل ہونے سے منع کیا گیا تھا، جن کے فوائد سے زیادہ نقصانات تھے۔

ایک مبلغ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جنوبی امریکہ کے بارے میں مختلف خوابوں کے حوالے سے استفسار کیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف مثالیں بیان کی ہیں، جیسے کہ گیمبیا کی مثال کہ اگر وہاں اکثریت احمدی ہو جائے تو ہم وہاں بطور نمونہ اقتداری حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ جب ایسا عمل میں آئے گا تو اسلامی حکومت قائم کی جائے گی۔ خلیفہ وقت سے دینی امور کے حوالے سے راہنمائی حاصل کی جائے گی۔ اور یہ حکومت ایسی ہو گی جس کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیم اور انصاف پر مبنی ہو گی۔

ایک مبلغ نے حضور انور ایدہ اللہ سے عرض کی کہ ہم سب مربیان اور دوسرے احباب نے مل کر حضور انور کی صحت کے لیے دعا کی تھی۔ اب حضور کی کیسی صحت ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ جزاک اللہ بڑی اچھی بات ہے آپ نے دعا کی تھی۔ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ نے میرے سے اتنا کچھ بلوا لیا، ابھی آپ کو یہ نہیں پتا لگا کہ میری صحت ٹھیک ہی ہو گی تو میں بول رہا ہوں۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے تمام شاملین کو اللہ حافظ کی دعا دی اور فرمایا تعلق باللہ میں بڑھیں اور اپنے دین کے علم میں بڑھنے کی کوشش کریں اور اپنی عملی مثالیں جماعت کے سامنے پیش کریں، دنیا کے سامنے پیش کریں، اسی سے تربیت ہو گی، اسی سے تبلیغ ہو گی اللہ تعالیٰ آپکو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 16 مئی 2024ء)

......☆......☆......☆......

وصــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12389: میں طاہرہ مہرین بنت مکرم مسافر کے صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن: مگالاسری ہاؤس کوڈیاتھور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 4 جون 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 16 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمد کٹی ایم   الامۃ : طاہرہ مہرین   گواہ : مارّگر ایم

مسل نمبر 12390: میں منظورہ بیگم ایم زوجہ مکرم مسافر کے صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی ساکن: ماگالاسری اپچ کوڈیاتھور مکم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 4 جون 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مع حق مہر کل سونا 22 گرام قطع زمین: 5 سینٹ کا نصف حصّہ کوڈیتھور میں سروے نمبر 80/197۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمد کٹی ایم   الامۃ : منظورہ بیگم ایم   گواہ : اکبر سلیم ایم

مسل نمبر 12391: میں شائستہ عظمیٰ بنت مکرم شاہ جہان علی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 26 ستمبر 2006ء پیدائشی احمدی ساکن: کوٹامل اپچ، کوڈیاتھور کوذی کوڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ: 8 جون 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمد کٹی ایم   الامۃ : شائستہ عظمیٰ   گواہ : اکبر سلیم ایم

مسل نمبر 12392: میں آمنہ مطہرہ بنت مکرم شاہ جہان علی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 28 اکتوبر 2004ء پیدائشی احمدی ساکن: کوٹمل ہاؤس کوڈیاتھور کوذی کوڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 8 جون 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمد کٹی ایم   الامۃ : آمنہ مطہرہ   گواہ : اکبر سلیم ایم

مسل نمبر 12393: میں Natheera زوجہ مکرم ناصر احمد ٹی اپچ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 25 مئی 1951 پیدائشی احمدی ساکن: تھروتھل پارودور پالپپورم ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 10 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 10 پاون 22 کیریٹ، 2 پاون حق مہر میں شامل ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد زاہد   الامۃ: Natheera   گواہ : نثار احمد ٹی اپچ

مسل نمبر 12394: میں نثار احمد ٹی اپچ ولد مکرم حمزہ ٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن: تھروتھل ہاؤس، پالپپورم ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 10 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 21 سینٹ رہائشی زمین پر پانچ کمرہ پر مشتمل ایک مکان جسکا خسرہ نمبر 365/12,2۔ علاوہ ازیں 24.47 سینٹ رہائشی زمین پر 4 فلیٹ ہیں۔ ایک فلیٹ دو کمرہ پر مشتمل ہے جسکا خسرہ نمبر 9-1-403/12 ہے۔ میرا گزارہ آمداز کرایہ مکان ماہوار 20 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد زاہد   العبد : نثار احمد ٹی اپچ   گواہ : مقبول احمد وی پی

مسل نمبر 12395: میں عظیم النساء بنت مکرم ابوبکر صدیق صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 22 دسمبر 2002ء پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ مسلم جماعت پوسٹ آفس کمبلا کاڈ ضلع وائیناڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 21 مئی 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد زاہد   الامۃ : عظیم النساء کے اے   گواہ : ابوبکر صدیق

مسل نمبر 12396: میں ملیحہ امیر پی زوجہ مکرم طاہر احمد پی او صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 3 نومبر 1994ء پیدائشی احمدی ساکن: پتھو اوٹایل ہاؤس پوسٹ آفس کمبلا کاڈ ضلع وائیناڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 15 جون 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 7 پاون 22 کیریٹ۔ حق مہر 1.25 پاون سونا 22 کیریٹ جو کہ ادا ہو چکا ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد پی او   الامۃ : ملیحہ امیر پی   گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 12397: میں سلمان فارس ایم سی ولد مکرم سلیمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 21 مئی 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: منچولایل ہاؤس، پوسٹ آفس پنتھا پریم پنتھنلی ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 5 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/3,600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : کے عبدالسلام   العبد : سلمان فارس ایم سی   گواہ : این اے زاہد

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھائی پوٹا ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 04 September - 2025 Issue. 36

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کی تمام جنگوں میں سب سے قابلِ ذکر امر یہ ہیکہ ان سب جنگوں میں صورتِ حال کیسی بھی رہی ہو آپ جیسی جرأت اور بہادری کی مثال نہیں ملتی جسوقت بڑے بڑے بہادروں کے بھی پاؤں اکھڑ جاتے ہیں آپؐ ان مواقع پر چٹان کی طرح ڈٹے نظر آتے ہیں☆

جنگ حنین کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

تمام شاملین کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلسے کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق دے، اِن دنوں میں اپنی علمی، عملی اور روحانی ترقی میں مستقل بڑھتے چلے جانے کا عہد کریں اور اس کے لیے کوشش کریں، اِن دنوں میں خاص طور پر ذکر الٰہی اور دعاؤں میں وقت گزاریں، جہاں اپنے لئے، اپنی نسلوں کے لیے دعا کریں وہاں جماعت کی ترقی اور ہر مخالف کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے اور ان کے شر کے خاتمہ کے لیے بھی دعا کریں☆

جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل مہمانان کرام کو حضور انور کی نصیحت

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 ؍اگست 2025ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جنگ حنین کے تعلق میں آج کچھ مزید تفصیل بیان کرونگا۔

آنحضرت ﷺ نے مکّے سے روانہ ہوتے وقت حضرت عتاب بن اسیدؓ کو امیر مقرر فرمایا، یہ مکّے کے پہلے امیر تھے جو مقرر کیے گئے۔ اُس وقت حضرت عتابؓ کی عمر تقریباً بیس سال تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو اہلِ مکّہ کو دین کی تعلیم سکھانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

حضرت عتابؓ اور ان کے والد قریش کے خاندان کے سرکردہ افراد تھے اور اسلام کے سخت مخالف تھے۔ آپؓ کی اسلام دشمنی کا یہ عالَم تھا کہ فتح مکہ کے دن جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو عتاب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شکر ہے کہ میرا باپ یہ اذان سننے سے پہلے ہی دنیا سے چلا گیا۔ عتابؓ نے اس کے بعد فتح مکہ کے دن اسلام قبول کرلیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عتابؓ کو مکے کا عامل مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے عتاب! مَیں نے تمہیں اہل اللہ یعنی اللہ کے گھر والوں پر عامل مقرر کیا ہے، ان سے نرمی سے معاملہ کرنا۔ حضرت عتابؓ آنحضرت ﷺ کی وفات تک مکے کے عامل رہے اور ایک روایت کے مطابق آپؓ عہدِ صدیقی میں بھی مکے کے عامل رہے۔

آنحضرت ﷺ غزوہ حنین کیلئے 6؍شوّال کو ہفتے کے دن روانہ ہوئے، اور 10؍شوّال کو حنین پہنچے۔ ازواجِ مطہرات میں سے اس سفر میں حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ آپؐ کے ساتھ تھیں۔ غزوہ حنین میں سپاہیوں اور ہتھیاروں دونوں اعتبار سے مسلمانوں کی تعداد گوکہ مخالف لشکر کے مقابل پر کم تھی، مگر اب تک کے سابقہ تمام غزوات کی نسبت یہ تعداد زیادہ تھی۔ ائمہ مغازی نے لکھا ہے کہ آپؐ بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، دس ہزار تو وہ جو فتح مکہ کے لیے مدینے سے آئے تھے جبکہ اہلِ مکہ میں سے دو ہزار لوگ آپؐ کے ساتھ اس غزوے کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے سفر میں چل رہے تھے، انہوں نے بہت لمبا سفر کیا یہاں تک کہ شام ہوگئی، مَیں آنحضور ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہوا۔ اتنی دیر میں ایک سوار آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! مَیں آپ لوگوں کے آگے آگے گیا اور میں نے دیکھا کہ ہوازن کے لوگ اپنی عورتوں اور جانوروں کے ساتھ جمع ہوئے ہیں۔ آپؐ نے یہ سن کر تبسّم فرمایا اور فرمایا کہ کل انشاء اللہ یہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا، پھر فرمایا کہ آج رات کو کون ہمارا پہرہ دے گا؟ حضرت انس بن ابی مرسلؓ نے کہا کہ مَیں پہرہ دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اس گھاٹی میں جاؤ اور یہ نہ ہو کہ ہم تمہاری وجہ سے دھوکا کھائیں۔ یعنی چوکس ہوکر پہرہ دینا۔ جب صبح ہوئی تو آنحضور ﷺ اپنی نماز کے لیے نکلے، نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا سوار آگیا ہے، پھر آپؐ نے حضرت انس بن ابی مرسل کو فرمایا کہ تمہارے لیے جنّت واجب ہوگئی۔

مالک بن عوف نے تین جاسوسوں کو مسلمانوں کے لشکر میں بھیجا تھا، مگر یہ تینوں جب واپس مالک بن عوف کے پاس پہنچے تو حواس باختہ تھے، انہوں نے کہا کہ ہم نے گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا ہے اگر جنگ ہوگئی تو ہم ان لوگوں پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ ہم زمین والوں پر قابو نہیں پاسکتے تو ہم آسمان والوں پر کیسے جنگ کریں گے۔ اگر ہماری بات مانو تو واپس چلے جاؤ۔ مالک بن عوف نے انہیں برا بھلا کہا اور ایک بہادر آدمی کو بھیجا۔ وہ بھی جلد واپس آگیا اور وہ بھی مرعوب تھا۔ اس نے بھی یہی کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ہم واپس لوٹ چلیں۔ مگر مالک بن عوف نے یہ بات نہ مانی۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ھوازن پر حملہ آور ہوئے تو ایک آدمی آیا اور بیٹھ گیا اور لوگوں سے باتیں کرنے لگا، پھر وہ واپس جانے لگا اور تیزی سے اونٹ پر سوار ہوکر بھاگنے لگا، آنحضور ﷺ نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ جاسوس ہے اسے پکڑو اور قتل کردو۔ چنانچہ اس کا پیچھا کیا گیا اور قتل کردیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا: وادی حنین ایسی وادی ہے کہ جس میں بہت سی گھاٹیاں ہیں۔ مالک بن عوف نے اپنے فوجیوں کو گھاٹیوں میں گھات لگا کر بٹھا دیا تا کہ وہ آنحضور ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ پر دفعۃً حملہ کردیں۔ کفار کی صف بندی یہ تھی کہ سب سے آگے گھڑسوار، ان کے پیچھے پیادہ فوج، پھر اونٹوں پر عورتیں اور بچے اور پھر مال مویشی۔

آنحضرت ﷺ نے بنوسلیم کا ایک ہزار کا گھڑ سوار دستہ فوج کے ہراول میں رکھا اور اس کی قیادت خالد بن ولیدؓ کے سپرد فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ لشکر کے وسط میں تھے۔ آپؐ نے انصار اور مہاجرین میں بڑے پرچم تقسیم کیے۔ مہاجرین کا ایک پرچم حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور ایک پرچم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سپرد فرمایا۔ ایک پرچم حضرت عمرؓ کے سپرد فرمایا۔ بنوخزرج کا پرچم حضرت حباب بن منذرؓ اور اوس کا پرچم اسید بن حضیرؓ کے سپرد فرمایا۔

حنین کے معرکے میں ابتدائی فتح مسلمانوں کو ہوئی، مگر پھر کفار کے اچانک حملے سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور مسلمانوں کو عارضی شکست ہوئی۔ تاہم اس کے بعد مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بنوہوازن پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر پسپا ہوگئے اور ہم مالِ غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ہم پر تیروں کی بوچھاڑ کردی۔ اس کی وجہ سے وہ نوجوان جن کے پاس بچاؤ کا کوئی سامان نہ تھا پیٹھ پھیر کر بھاگے، مگر جہاں تک رسول اکرم ﷺ کی بات ہے آپؐ اس وقت بھی میدان میں ڈٹے رہے۔ آپؐ سفید خچر پر سوار تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی تمام جنگوں میں سب سے قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ ان سب جنگوں میں صورتِ حال کیسی بھی رہی ہو آپؐ جیسی جرأت اور بہادری کی مثال نہیں ملتی۔ جسوقت بڑے بڑے بہادروں کے بھی پاؤں اکھڑ جاتے ہیں آپؐ ان مواقع پر چٹان کی طرح ڈٹے نظر آتے ہیں۔ جب مسلمانوں کے لشکر میں انتشار پیدا ہوا تو آپؐ کے پاس چند افراد موجود رہ گئے تھے جن کی تعداد چار سے لے کر تین سَو تک بیان کی جاتی ہے۔

روایات میں ذکر آتا ہے کہ حنین کے موقع پر سب لوگ نہیں بھاگے تھے بلکہ مکہ کے مؤلفۃ القلوب لوگوں میں سے جو منافق لوگ تھے اور مکے کے دیگر لوگ جو اس جنگ میں شریک ہوگئے تھے اور ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے بھاگنا شروع کردیا تھا اور یہ ناگہانی شکست اسوجہ سے ہوئی کیونکہ دشمنوں نے ایک ساتھ تیروں کی بوچھاڑ شروع کردی تھی۔

خطبے کے آخر میں حضورِانور نے جلسہ سالانہ جرمنی کے حوالے سے فرمایا کہ آج سے جرمنی کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہوا ہے۔ وہاں کے تمام شاملین کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلسے کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق دے اور صرف میلہ سمجھ کر یہاں جمع نہ ہوں بلکہ اِن دنوں میں اپنی علمی، عملی اور روحانی ترقی میں مستقل بڑھتے چلے جانے کا عہد کریں اور اس کے لیے کوشش کریں۔ اِن دنوں میں خاص طور پر ذکر الٰہی اور دعاؤں میں وقت گزاریں۔ جہاں اپنے لیے، اپنی نسلوں کے لیے دعا کریں وہاں جماعت کی ترقی اور ہر مخالف کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے اور ان کے شر کے خاتمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اِن کے شر سے بچائے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ پاکستان میں آئے دن کوئی نہ کوئی تکلیف دہ واقعہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان مخالفین کی پکڑ کے سامان فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور نے دنیا کے عمومی حالات اور فلسطین کے مسلمانوں کے لیے دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad